

الآن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون هـ

موسى الأرواح

١٩٧٥

آراسته سیده پروین کاظمی

١٥-١٣٥

سلسلہ مطبوعہ شاہ ابوالخیر اکادمی دہلی
نمبر

مونس الارواح

تصنیف

جہان آرا بیگم دختر شاہ جہان صاحبقران ثانی

مع تذکرہ و تبصرہ

آراستہ

بینظمی بنت سید نظام الدین احمد کامی

سلسلہ مطبوعہ شاہ ابوالخیر اکادمی
دہلی

پہلیم۔ خالقہ حضرت شاہ ابوالخیر بازار خلی قبری ہلی

۱۹۷۰ء

نہایت عزیز احکام کتاب

- ۱- ابا جی کے حضور میں (انتساب) صفحہ ۳
- ۲- پیش لفظ = ۸۴۱۶۵
- ۳- تذکرہ و تبصرہ = ۱۲ تا ۵
- ۴- لوح مزار جہاں آرا بیگم = ۱۵
- ۵- نعت سرور کائنات از خواجہ معین الدین سنہری = ۱۶
- ۶- آغاز کتاب مونس الارواح = ۲۰ تا ۱۶
- ۷- شجرہ عالیہ خانوادہ چشتیہ = ۲۱-۲۲
- ۸- ذکر احوال سعادت آل حضرت خواجہ معین الدین سنہری = ۲۳ تا ۶۰
- ۹- ذکر مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کالی = ۶۱ تا ۶۶
- ۱۰- ذکر مبارک حضرت شیخ حمید الدین ناگوری = ۶۶ تا ۷۰
- ۱۱- ذکر مبارک حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر = ۷۱ تا ۷۴
- ۱۲- ذکر مبارک حضرت خواجہ نظام الدین محمد بدایونی = ۷۵ تا ۷۷
- ۱۳- ذکر مبارک حضرت خواجہ امیر خسرو دہلوی = ۷۸ تا ۸۰
- ۱۴- ذکر مبارک حضرت خواجہ نصیر الدین محمود = ۸۱ تا ۸۳
- ۱۵- خاتمہ کتاب = ۸۴
- ۱۶- ذکر حضور و تذکرہ عقیدت = ۸۵ تا ۸۷
- ۱۷- تاریخ رحلت حضرت خواجہ غریب نواز سلطان لہند منظوم = ۸۸
- ۱۸- تماشیل مزارات وغیرہ = ۸۹ تا ۹۶

آباجی کے حضور میں

★ جن کا نام نامی حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی

مجددی ہے۔

★ جن کی مریبانہ اور بزرگانہ شفقت و مرحمت مجھے یہ اختصاص

بخشا کہ ”آباجی“ کے پیارے نام سے آپ کو یاد کرتی اور شرف

حضور میں پاتی ہوں۔

★ اللہ تعالیٰ آپ کے فیض سبکدوش اور سایہ عاطفت کو تادیر قائم رکھے،

★ میں اس تاچیز کاوش کو جو مونس الارواح کی جدید ترتیب

تزیین اور صحیح و طباعت کی صورت میں پیش نظر ہے، کمال

ادب و عقیدت حضرت والا کی خدمت میں پیش کرنے کی

سعادت حاصل کرتی ہوں۔

”گرتبول افتد زہے عزیز و شریف“

خاک نشین

پرویز کاظمی

پیش لفظ

رحمت انتساب، جنت مآب، صاحبۃ الزمانی نواب جہاں آرا بیگم کی پیش نظر کتاب مونس الارواح، فصیح نثر نگاری کا ایک نادر الوجود علمی و ادبی شاہکار ہے۔ نثر نگار خانوادہ چشت کے حالات باہر کات اور ملفوظات طیبات کو اس کتاب میں زبان و بیان کی جن خوبیوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

میں نے پہلی مرتبہ مونس الارواح کا ایک خوشخط قلمی نسخہ مخدوم محترم حضرت لانا شاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی سجادہ نشین درگاہ زیدۃ العارفین حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ کے گرانقدر ذاتی کتابخانہ میں دیکھا تو مصمم ارادہ کر لیا کہ اس کتاب کو پورے اہتمام کے ساتھ شائع کیا جائے کوئی مطبوعہ نسخہ خاصی جستجو کے بعد بھی نہ مل سکا اس لئے متعدد قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر ایک صحیح اور کامل نسخہ خود تیار کیا۔ اس کام میں پروین اختر سلمہا میرے ساتھ رہیں اور جہاں آرا بیگم کے حالات زندگی کی ترتیب و تالیف تو صرف ان ہی کے ذوق سلیم اور عزم طہیم کا نتیجہ ہے جس کے لئے وہ مستحق تحسین ہیں۔ یقین ہے کہ مونس الارواح کا یہ مکمل اور صحیح نسخہ جس کو پروین کاظمی پیش کر رہی ہیں قدر شناسی اور حسن قبول سے محروم نہ رہے گا۔

خاکسار
سید نظام الدین احمد کاظمی

۱۵ ایشوال ۱۳۹۰ھ
۱۵ دسمبر ۱۹۷۰ء

تذکرہ و تبصرہ

جہان آرا ہندوستان جنت نشان کے عالی قدر بادشاہ
محمد شہاب الدین صاحبقران ثانی معروف بہ شاہجہاں کی عزیز ترین
صاحبزادی تھیں اور بیگم صاحب کے معزز لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔

۲۱ صفر ۱۰۲۳ھ کو ولادت ہوئی۔ ان کی والدہ محترمہ کا نام ارجمند
بانو تھا جو ممتاز محل کے خطاب سے سرفراز و ممتاز تھیں۔ تاج بی بی کا روضہ
جس کو تاج محل بھی کہتے ہیں ممتاز محل اور شاہجہاں کا مدفن و مقبرہ ہے۔
تاج محل کی عمارت عجائبات عالم میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے
یہ عمارت ہندوستان کے مشہور شہر آگرہ میں واقع ہے جسے پہلے اکبر آباد
کہتے تھے، یہی وہ شہر ہے جس کو مغل اعظم کا پایہ تخت اور دارالسلطنت
ہونے کا فخر حاصل تھا۔

جہاں آرا بیگم کے حسن سیرت اور جمال صورت کا اعتراف ان کے
اکثر معاصرین اور مورخین نے کیا ہے خود شاہجہاں بادشاہ جو مرجع احترام
و عقیدت تھے اپنے سب بچوں سے زیادہ ان سے محبت کرتے تھے۔
جہاں آرا بیگم نے اپنی ساری زندگی شفیق و مہربان والد کی خدمت و
اطاعت میں صرف کر دی۔ تاہم خدمت گزار اور اطاعت شعاری

کے گہرے احساس اور اس کی بجا آوری کے شوق نے ان کو ازدواجی زندگی کی مسرتوں سے بھی دور رکھا۔

جہاں آرا بیگم کی تعلیم و تربیت اعلیٰ درجے کے قابل و لائق استادوں اور تالیقوں کی نگرانی میں ہوئی۔ انہیں متعدد علوم و فنون میں خاصی مہارت تھی۔ ان کا بیشتر وقت تصوف و اخلاق، سیر و تاریخ اور ادب انشاء کی عمدہ کتابوں کے مطالعہ میں گزرتا تھا۔ وہ ایک بلند پایہ انشاء پرداز اور خوشگوشاعرہ تھیں۔ سلاست و فصاحت ان کی نشرو نظم کا خاص جوہر ہے تصنیف و تالیف کا صحیح ذوق اور ملکہ ان میں موجود تھا۔ ان کی زیر نظر کتاب نس الارواح اس کا بین ثبوت ہے۔

خطاطی اور خوشنویسی میں بھی انہیں کامل دستگاہ تھی۔ صوفیاء کرام اور بزرگان دین سے سچی عقیدت رکھتی تھیں اور اس عقیدت و ارادت میں تادم آخر اضافہ ہی ہوتا رہا۔ صالحین و اکابر دین کی اسی والہانہ عقیدت نے انہیں مونس الارواح کی تصنیف پر آمادہ کیا چنانچہ کتاب کے حاتمہ میں لکھتی ہیں:-

”کمال قلوب و عقیدت نے اس فقرہ کو آمادہ کیا کہ حضرت پر دستگیر (خواجہ معین الدین چشتی) اور آپ کے خلفائے بزرگ کے حالات قلمبند کروں۔ الحمد للہ کہ خدائے علیم و قدیر کے فضل و کرم اور پر دستگیری عنایت سے مجھے اس مقصد میں کامیابی نصیب

ہوئی۔“
(مونس الارواح صفحہ ۸۴)

لا ریب کہ مونس الارواح بزرگان سلسلہ چشتیہ کے حالات میں ایک بلند پایہ اور قابل قدر کتاب ہے۔ اختصار و جامعیت کے ساتھ حسن بیان اور سلاست زبان اس کتاب کے خصوصی اوصاف ہیں۔

مونس الارواح کا سیال تالیف ۱۰۲۹ھ ہے۔ اس وقت جہاں آرا بیگم کی عمر ۲۶ سال تھی، کتاب کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حسن و رعنائی کا یہ پیکر جمیل جس کا نام نامی جہاں آرا ہے۔ عالم شباب میں بھی اخلاق و کردار کی اعلیٰ صفات کے آراستہ، بزرگان دین کی محبت و عقیدت سے سرشار اور علم و عرفان کی لائروال نعمتوں سے مالا مال تھا۔

مونس الارواح میں اس حقیقت کو انہوں نے خود اس طرح

تحریر کیا ہے :-

فرائض اور واجبات کی ادائیگی اور تلاوت کلام مجید کے بعد اس ضعیفہ کے نزدیک کوئی کام بھی اولیاء کرام کے پاکیزہ حالات اور ان کے درجات و مقامات بیان کرنے سے بہتر نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اپنے خاص اوقات کو ایسی کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرتی ہوں جو بزرگان دین اور صاحبان یقین کے احوال سعادت مال پر مشتمل ہیں۔“

(مونس الارواح صفحہ ۸۴)

جن عظیم المرتبت مشائخ چشت کے حالات و ملفوظات جہاں آرا بیگم نے مونس الارواح میں لکھے ہیں، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :-

- ۱- پیر دستگیر خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین حسینی سجری اجمیریؒ
 - ۲- قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کالی اوشی حسینیؒ
 - ۳- حضرت شیخ حمید الدین ناگوریؒ
 - ۴- حضرت شیخ فرید الدین معروف بہ گنج شکرؒ
 - ۵- حضرت شیخ نظام الدین محمد معروف بہ محبوب الہیؒ
 - ۶- حضرت شیخ نصیر الدین محمود معروف بہ روشن چراغ دہلی
- کتاب کے مندرجات کی صحت و صداقت کے بارے میں جہاں آرابیگم نے لکھا ہے:-

”ان بزرگوں کے حالات پوری احتیاط کے ساتھ معتبر کتابوں اور رسائل سے اخذ کئے گئے ہیں اور جو کچھ مونس الارواح میں لکھا گیا ہے، میرے نزدیک وہ صحیح اور حقیقت پر مبنی ہے، یقین ہے کہ قارئین کو اس سے کافی فائدہ حاصل ہوگا۔“

(مونس الارواح صفحہ ۸۴)

مونس الارواح قدیم اصول تصنیف کے اعتبار سے نہایت قابلیت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ زبان و بیان کی سلاست اور شیرینی کے کیا کہنا۔ بے اختیار زبان پر یہ شعر دل کی آواز بن کر آجاتا ہے

دامان نظر تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد

جن امور کا بیان بزرگان دین اور اولیائے کرام کی حیات مبارکہ کے

ذکر میں ہونا چاہیے وہ سب بڑے سلیقہ اور عمدگی کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ حالاتِ زندگی کی تحقیق اور واقعاتِ تاریخی کی تنقیح کا جو طریقہ جہاں آرا بیگم نے مونس الارواح میں اختیار کیا ہے، وہ نقد و تحقیق کے جدید اسلوب کے بھی بہت قریب ہے۔

مشائخِ کرام کے جو ملفوظات و ہدایات نقل کئے ہیں اور سلوک و تصوف کے جن رموز و نکات کو آسان اور دل نشیں انداز میں پیش کیا ہے اس سے جہاں آرا بیگم کی نکتہ رسی اور عرفان و آگہی کا ثبوت ملتا ہے۔ تاریخی حقائق کی وضاحت بھی عالمانہ طریقہ پر کی ہے، اجمیر کی وجہ تسمیہ وغیرہ کے متعلق لکھتی ہیں:-

”اجمیر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ”آجا“ ایک راجہ کا نام تھا جس کی حکومت غزنی کے حدود تک پھیلی ہوئی تھی اور آجا ہندی زبان میں بہار کو بھی کہتے ہیں۔ بہار پر سب سے پہلی دیوار جو ہندوستان میں بنائی گئی وہ اجمیر کے بہار کی دیوار ہے اور سب سے پہلا جوڑ جو ہندوستان میں بنایا گیا وہ ”پشکر“ ہے۔ یہ اجمیر سے چار کوس کی دوری پر واقع ہے۔“

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ العزیزہ کے احوال مبارکہ میں بعض مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن اس باب میں جہاں آرا بیگم کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کی اولاد تھی اور اس ضمن میں انہوں نے مونس الارواح میں سیرِ حافل تبصرہ کیا ہے۔

جہاں آرا بیگم عمدہ ترین نثر نگار ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کی سخن گو اور سخن سنج بھی تھیں۔ مونس الارواح میں جو اشعار حمد و نعت اور منقبت میں انہوں نے لکھے ہیں وہ ان کے اپنے اشعار ہیں اور علوم و فکر و نظر اور وسعت علم پر دلالت کرتے ہیں۔ ان اشعار کو ٹیپہ کر یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی شاعری خیالی ہے و ساغر کی گذرگاہ نہیں بلکہ حقیقت کی معرفت کی جلوہ گاہ ہے۔

حمد و نعت اور منقبت کے اشعار مونس الارواح کے ابتدائی اور اوراق میں موجود ہیں۔ اس لئے یہاں ان کا نقل کرنا غیر ضروری ہے۔ افسوس کہ معاصر تذکرہ نویسوں نے جہاں آرا بیگم کے اشعار نقل نہیں کیے صرف منشی سیل چند مصنف "تاریخ آگرہ" نے ان کے ایک مرثیہ کے تین شعر نقل کئے ہیں۔ یہ مرثیہ انہوں نے اپنے والد ماجد شاہجہاں پادشاہ کی وفات پر کہا تھا۔

ای آفتاب من کہ شدی غائب از نظر
 آیا شب فراق ترا ہم سحر بود!
 ای بادشاہ عالم و ای قبلہ جہاں
 بکشائی چشم رحمت و بر حال من نگر
 نالم چنین ز غصہ و بادم بود بدست
 سوزم چو شمع در غم و دودم رود ز سر

جہاں آرا بیگم کے اعلیٰ علمی ذوق اور پاکیزہ مذاق شعر و سخن کی معتبر شہادتیں اور ان کی بخشش و عطا کے متعدد واقعات تذکرے کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

”ریاض الشعرا“ اور ”ترانہ عامرہ“ میں مرقوم ہے کہ جہاں آرا ایک مرتبہ برقعہ پہنے ہوئے باغ کی تفریح کے لئے گئیں۔ راستہ میں مہیر صیدی طہرائی کا مکان تھا۔ یہ حضرت بالاخانہ پر چڑھ کر جمال جہاں آرا کا جائزہ لینے لگے۔ جہاں آرا کو برقعہ میں دیکھ کر صیدی نے برجستہ کہا اور خوب کہا۔

برقع برخ افگندہ بردناز پباش
تا نہکت گل بجیتہ آید بہ دماغش
پھر اس شعر کو مطلع بنا کر پوری غزل اسی قافیہ اور ردیف میں کہہ ڈالی جو صیدی کے دیوان میں موجود ہے۔

جہاں آرا بیگم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے صیدی کو پانچ ہزار روپے بطور انعام اپنے خزانہ سے دلوانے، لیکن ساکھ ہی شہر بدر ہونے کا حکم بھی صادر ہوا کہ بالاخانہ پر چڑھ کر چوری چوری جہاں آرا بیگم کو دیکھنا صیدی کا ایک گستاخانہ اور حرم شاہی کے داب و آداب کے متنافی تھا۔

مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے ”تذکرہ ید بیضا“ میں لکھا ہے کہ میرزا محمد علی ماہر نے جہاں آرا بیگم کی مدح میں ایک مثنوی پیش کی تو

اس شعر پر باہر کوپانچ سو روپے انعام میں ملے :-

بذاتِ تو صفاتِ کردگار است

کہ خود پہنہاں فیضِ آشکار است

میرزا حسن بیگ قرہ وینی نے جو دربار شاہجہانی کا ممتاز منصفدار اور شاعر تھا، ایک مثنوی "شاہجہاں آباد" کی توصیف میں لکھی۔ اس مثنوی میں باغِ حیات بخش کی تعریف میں جو اشعار کہے گئے وہ خاص طور پر جہاں آرا کو پسند آئے۔ اس کے صلہ میں حسن بیگ کو پانچ سو روپے عطا کئے گئے۔

۱۲۲ھ میں حشِن شاہی کے موقع پر جہاں آرا کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ بُری طرح جل گئیں، چونکہ اس موقع پر تمام عمائدِ سلطنت موجود تھے اس لئے انہوں نے شرم و حیا کی وجہ سے اس شدید صدمہ کو نہایت ضبط و تحمل کے ساتھ برداشت کیا کہ مبادا اس حالت میں انہیں کوئی نا محرم دیکھ لے۔

یہ الم انگیز واقعہ ان کی زندگی کا ایک عظیم حادثہ تھا۔ جب وہ صحتیاب ہوئیں تو حاجی محمد جان قدسی نے ایک پُر زور قصیدہ پیش کیا جس کے اس ایک شعر کے صلہ میں جہاں آرا بیگم نے قدسی کو پانچ ہزار روپے عطا کئے۔

تا سرزدہ از شمعِ چہیں بے ادبی
پروانہ ز عشقِ شمعِ را سوختہ است

جو دو سخا کے ان واقعات کے علاوہ، جہاں آرا بیگم کے دینی اور علمی شغف و انہماک کا اندازہ لگانے کے لئے ان کا یہی ایک کارنامہ بہت کافی ہے کہ شہر آگرہ (اکبر آباد) کی عظیم الشان جامع مسجد انہوں نے تعمیر کرائی اور اس کے ساتھ ہی تعلیم قرآن اور علوم دینیہ کا ایک بڑا مدرسہ بھی قائم کیا، جس سے مدت دراز تک ہزاروں تلامذہ علم سیراب ہوتے رہے۔ اور جامع مسجد تو آج بھی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ جہاں آرا بیگم کے علم صالح اور ایمان محکم کا اعزاز کر رہی ہے۔ جہاں آرا بیگم کے علمی ذوق اور تصنیف و تالیف کی قابلیت کے ضمن میں ان کی ایک اور بیانی کاوش ”صاحبیہ“ کا تذکرہ بھی بہت ضروری ہے۔ یہ رسالہ اگرچہ تلاش و جستجو کے باوجود مجھے نہ مل سکا تاہم اور نیل کالج میگزین (علی گڑھ) میں اس پر ایک مضمون شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ”صاحبیہ“ میں جہاں آرا بیگم نے اپنے پروردگار شاہ بدخشی کے حالات عقیدت و احترام کے ساتھ قلم بند کئے ہیں۔ آخر میں کچھ اپنے حالات اور اشعار بھی لکھے ہیں۔

مضمون نگار کے بیان کے مطابق یہ رسالہ (۱۹۱۵ء) اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر ذی روح کو ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے۔ جہاں آرا بیگم بھی اس حقیقت سے دوچار ہوئیں اور بتاریخ ۷ ماہ رمضان المبارک ۱۰۹۲ھ مطابق ۱۶۸۹ء بمقام دہلی۔ تقریباً ستر سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس وقت اورنگ زیب

عالمگیر ہندوستان کے تختِ شاہی پر جلوہ افروز تھے۔ لیکن جہاں آرا بیگم کی وفات کے وقت وہ برہانپور (دکن) میں فرودکش تھے۔ جب انہوں نے اپنی بڑی بہن کے انتقال کی خبر سنی تو بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے۔ جہاں آرا بیگم کی چھبیز و تکفین کے تمام انتظامات شاہی طریقے پر کئے گئے اور تین دن تک دارالسلطنت میں مکمل سوگ منایا گیا۔ اس نیک سمیرت اور فقیر منش شہزادی کا مقبرہ حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ اقدس کے پائین میں واقع ہے۔ بہترین اور قیمتی سنگ مرمر کا یہ جالی دار مقبرہ خود جہاں آرا بیگم نے اپنی زندگی میں تعمیر کرایا تھا۔ قبر سنگ مرمر کی ہے لیکن تعویذِ قبر خام ہے جس میں گھاس اگی رہتی ہے۔

جہاں آرا بیگم کی لوحِ مزار پر جو عبارت اور شعر کندہ ہے وہ صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیے۔

لوح مزار

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

یغیر سبزه پوشد کسی مزارِ مَدْرَا
کہ قبر پوشِ غریبان ہمیں گیاهِ بسِست
الفقیرة القانیة جہانِ آرا بیگمِ مُریدِ
خواجگانِ چشت بنتِ شاہجہاں بادشاہ
غازی انار اللہ برہاننا سن ۱۰۹۲ھ

عبارت کے پرواز سے ظاہر ہوتا ہے کہ شعر اور عبارت دونوں جہانِ آرا بیگم کے اپنے ہیں، جو انھوں نے اپنی حیات میں لوحِ مزار پر کندہ کرائے ہوں گے۔ صرف سالِ وفات بعد میں کندہ ہوا، ورنہ جہانِ آرا بیگم کے نام کے ساتھ ”الفقیرة القانیة“ کے الفاظ لوحِ مزار پر نہ لکھے جاتے۔

خاکسار

پروین کاظمی

۲۰/۱۰/۱۹۶۰ء

نعتِ سرورِ کائنات علیه و سلم صلی اللہ

ای تو سلطانِ دارِ ملک و وجود
 بہتہ عالمِ طفیلِ تو مقصود
 مرکزِ محور و وجودِ تویی !
 کہ بہ تو قائم است ہر موجود
 شدہ جامِ جہاںِ ثمانی دولت
 منظرِ اسمِ شاہد و مشہود
 جاہِ چانتِ دودہ صیقلِ عشق
 از برایِ ظہورِ نورِ شہود
 ز اولتِ تامم از ان محمدرشد
 کائناتِ راست عاقبتِ محمود
 گر ملک مگر شد ز خدمتِ تو
 ہچو ابلیس می شود مردود
 می فرستند معینِ درود بہ تو
 حق تعالی بہ او شود خوشنود
 دارِ خواجہ معین الدین حشینی سنجری قدس سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حمد و سب اس افزوں از عدد و شمار مرصاع کریمی را جل جلالہ
 کہ بقدرت کاملہ خویش جمع رسول و انبیار را ہادی فرقہ انام گردا بند و
 شکر و ستائیش بیرون از حد و انحصار مرخالیق رحیمی را عم نوالہ کہ بصفت شامہ
 خود مشائخ و اولیاء مقتدار و پیشوا سے اہل اسلام ساخت خداوند،
 ملکا، بادشاہا ہر گاہ زبان انبیاسے مرسل و فرشتہ ہائی مقرب از او ای
 حمد و ثنائی تو عاجز باشند۔ این ضعیفہ را چہ یار کہ در وصف تو زبان تو اند
 کشاد و یا حریفی از کتاب حمد تو تو اند خواندے

آنجا کہ کمال کبریائی تو بود عالم نمی از بحر عطائی تو بود
 ما را چہ حد حمد و ثنائی تو بود ہم حمد و ثنائی تو سزائی تو بود

ای تو صفت بیان ما ہمہ میخ ہمہ آن تو آن ما ہمہ میخ
 ہر چہ بین خیال ما ہمہ نقص ہر چہ گوید زبان ما ہمہ میخ
 کہ بکنہ حقیقت برسیم لے یقین و گمان ما ہمہ میخ
 و ہزاراں صلوات نامیات و فراداں تحیات راطبات بروضہ مطہرہ
 سنورہ حضرت رسالت پتاہ رسول اللہ شگافندہ ماہ و ثنائندہ راہ،

ہر سپہ رسالت بدر فلکِ جلالت، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
احمدِ رسل کہ خرد خاکِ دست ہر دو جہاں سینہ فراقِ دست

سلطانِ رسل کہ از ہمہ پاک آمد در شانِ تشریف و حدیثِ قدسی
ذاتش سببِ خلقتِ افلاک آمد لولاک لما خلقت الافلاک آمد

ویر آلِ کرام و اصحابِ عظام آن سرورِ انام کہ ہر یک کو کب اقتدا و
اخترا ہتدا اند، خصوصاً بر چہار یار بزرگوار کہ چہار رکنِ عالمِ شریعت و چہار
دیوارِ حصنِ حقیقت اند، نازل باد، اول افضلِ ایشان سر حلقہ مہاجر و
انصار، مخصوص بآیہ اذہم فی الغار مخزنِ اسرارِ نبوی، مہبطِ انوارِ مصطفوی
حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق است۔

اے مخزنِ رازِ آسمانی اے محرمِ کعبہ معانی
صدیقِ طریقِ استقامت زیندہٴ مندِ کرامت
دووم ایشان سرفراز کشورِ ملت و دین، دانائے روزِ صدق و یقین
اعدلِ اصحابِ پیغمبر، سلالہٴ احبابِ خیر البشر حضرت امیر المؤمنین
عمر فاروق

چو بر تختِ خلافت رفت و فارق شد اعلامِ ہدی را سر بیوقوف
ز صدیقِ ارجمند عالمِ زیب فریافت خود ان عدلِ عمرِ دگر یافت
و سیوم ایشان معدنِ منبعِ صدق و صفاء، جامعِ آیاتِ قرآنِ مجید

حبیبِ رسولِ خدائی حمیدِ حضرت امیر المؤمنین عثمان ذی النورین سے
 نہ ہی بر سپہرِ فلک کو کیے کہ بودش ہی بود اخترِ قرآن
 جہانِ صفا، صوفی پاک رو امینِ زمین و امانِ زمان
 و چہارم ایشاں مخزنِ علوم ربانی، موردِ فیوضِ آسمانی، علم و اشجع
 اصحابِ کبارِ انعمی و اورع صحابہ نامدارِ حضرت امیر المؤمنین علی
 بن ابی طالب سے

شیرِ نیرِ داں کز نہیبِ خنجرش خصمِ بفتہِ دُخولِ درِ حنجرہ
 بود از آسیب و پیش از اہل جانِ دشمن از غراتا غرغره
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اما بعد یاد آنکہ حضرت اللہ سبحانہ
 و تعالیٰ وجودِ مسعودِ اولیاءِ راقدس اللہ امرارہم موجبِ ثباتِ استقرارِ
 عالم و عالمیاءِ گردانیدہ و از بکتِ سعادتِ انتظامِ ایشاں روح اللہ
 ارواحہم، جہان و جہانیاءِ راستقامت و مدارِ بخشیدہ و جمیع فیوضات
 برکات از زمینِ انفاسِ متبرکہہ این گروہ والا شکوہ از آسماں بزین می آید
 ہر سعادت مندی کہ از روی عقیدتِ خاص کمرِ ارادت و اخلاصِ ایشاں
 بر میانِ جاں بستہ از ان فیضِ بہرہ تمام و فائدہ مالا کلام می رہ باید و حق
 جل مجدہ و علا دوستی و ارادتِ این فرقتہ علیہ را وسیلہٴ نجاتِ مومنان
 واسطہٴ وصولِ بدرجاتِ جنان و موجبِ خلاصی از درکاتِ نیران
 ساختہ و محض از کمالِ کریم ازلی و لطفِ کم نیرلی طریقہٴ پیری و مریدی
 قاعدہٴ سلسلہ ہار کہ مالِ حالِ مسلمانان بدان انتظام دارد در میان

ایشان پیدا آورده و مؤمنین و مومنات فرقه فرقه و گروه گروه بهر یک از ان سلاسل
متوط و مربوط گردانیده و این امر را سبب رستگاری در روز قیامت ساخته،
چه در ان روز که در شان آن آیتہ یَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبْنَيْهِ
وَصَاحِبَتَيْهِ وَبَنِيهِ وارد است و مقدار آن روز برابر به پنجاه هزار سال
خواهد بود و انواع فروع و احوال با انسان روی خواهد آورد، صفت ہائمی
مریدان در سایہ پیران دین از ان احوال ایمن خواهند بود، پس ہزاران
حمد و شکر فراوان و ثنا و ستایش مر خدائے کریم و رحیم، تعالی و تقدس کہ
حلقہ ارادت و بندگی سلسلہ شریفہ معظمہ مکرمہ چشتیہ را کہ در ممالک و سیحہ
ہندوستان بلکہ در کما می معمورہ جهان، رواج و اشتہار و اردو لیبی اولیائی
بزرگ عالی مقدار و بسیاری از مشائخ کبار نامدار ازین سلسلہ علیہ خواستہ
اند و در گوش دل اخلاص منزل این فقیرہ حقیرہ بی بضاعت و ضعیفہ و نحیفہ
بی استطاعت راجیہ از درگاہ الہ، جہاں آرا بنت شاہ جہاں بادشاہ غازی
ابن جہانگیر بادشاہ ابن اکبر بادشاہ کردہ این ضعیفہ اگر بہر ہر موز بانی داشتم
باشد از ادائی شتمہ شکر این عطیہ عظمی و موبہبت کبری عاجز است و این
فقیرہ از کمترین مریدان عبودیت نشان حضرت قطب الاولیا، برگزیدہ
درگاہ اینزد تعالی، عارف واصل، کامل مکمل غوث العارفین، غیث الاسلام
و المسالمین، سرور مشائخ کبار، سر حلقہ اولیائی نامدارے

آن شہنشاہ جہان معرفت ذات او بیرون زاد راک و صفت
مخسر و ملک فنا بے تخت و تاج از خود و از غیر خود بے احتیاج

غرق بحر عشق از صدق و صفا
 از خودی بیگانه با حق آشنا
 کرد مرغ بمتش ز اوج کمال
 بیضه افلاک را در زیر بال
 اختر بروج سپهر لم یزل
 گوهر درج کمال بے بدل
 آن معین دین و ملت بی نظیر
 فارغ از دنیا بملک دین امیر
 در تنائی اوز با نم راجہ حد
 فیض او باید کہ فرماید مدو
 عمدة الرائین قدوة السالکین شیخ الاسلام خواجہ معین الملک
 والحق والیدین حسن حسینی سجری حشیتی است قدس اللہ سرہ العزیز و الاخیر
 مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونی و ایشاں مرید حضرت حاجی شریف زندی و
 ایشاں مرید حضرت خواجہ مودود حشیتی و ایشاں مرید پدر خود حضرت خواجہ
 یوسف حشیتی و ایشاں مرید خال خود حضرت خواجہ محمد حشیتی و ایشاں مرید پدر
 خود حضرت خواجہ ابو احمد ابدال حشیتی و ایشاں مرید حضرت شیخ ابو اسحاق شامی و
 ایشاں مرید حضرت شیخ ممشاد علود نیوری و ایشاں مرید حضرت شیخ ہبیرہ
 البصری و ایشاں مرید حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی و ایشاں مرید حضرت سلطان
 ابراہیم ادرہم و ایشاں مرید حضرت خواجہ فضیل عیاض و ایشاں مرید حضرت
 خواجہ عبدالواحد زید و ایشاں مرید حضرت شیخ حسن بصری و ایشاں مرید
 حضرت امیر المؤمنین امام المتقین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و ایشاں
 مرید حضرت خیر البشر رسول رب العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
 شجرہ طیبتہ این سلسلہ متبرکہ کہ از کتاب "سقیئۃ الاولیاء" کہ تالیف
 برادر مرشد این حقیرہ کامکار، عالی مقدار، ذی المعالی و المفاخر،

صاحب باطن و ظاہر، ارجمند سعادت پزودہ سلطان محمد داراشکوہ مد اللہ ظلہ
 و دوام بقارہ است نقل نموده چون این فقیر خود را حقیرترین مریدان
 آل حضرت قدس الشریعہ العزیزہ میدانند و اخلاص و بندگی بدرجہ اعلیٰ و مرتبہ
 قہوی داروینا بریں رسائی کہ بعضی از مشائخ متقدمین و متاخرین در ذکر
 احوال سعادت اشتغال و ملفوظات ہدایت آیات آنحضرت نوشتہ اند،
 ہمیشہ در پیش نظر داشت و از مطالعہ آن فائدہ بسیاری نمود از
 کمال اخلاص و تہایت اعتقاد خواست کہ از ہر رسالہ بعضی از ملفوظات
 ارشاد سمات و احوال و مقامات عالیہ آنحضرت را کہ خوانندگان شنوندگان
 را از ان فیض تمام و بہرہ مالاکلام حاصل آید، جدا نموده رسالہ علیحدہ بنویسد
 و الحمد للہ و المنتہ کہ از برکت روح مطہرہ آنحضرت و بکین عقیدت و
 اخلاص خود بریں مطلب اعلیٰ فائز گردید و رسالہ جدا تحریر نموده بمناسبت
 اسمی رسالہ کہ حضرت پیر دستگیر نوشتہ "ابیس الارواح" نام
 کردہ اند این مرید عقیدت مند نیز رسالہ را موسوم بہ "مونس الارواح"
 گردانید، امیدوار است کہ ہر کس کہ کشتی ارادت چشتیان نشیند، اللہ
 سبحانہ و تعالیٰ او را از ظلاطم امواج بحر عصیان نجات بخشیدہ بساحل
 رساند و در جہار و اثق است کہ عنایت بی غایت پیر دستگیر کہ در بارہ
 مریدان صادق الاعتقاد مبذول است درد دنیا و آخرت دستگیری
 حمایت این ضعیفہ را جیہ نماید و اللہ العلیٰ و العزیز العلیٰ مؤدب

84165

ذکر احوال سعادت آل حضرت قطب الاقطاب سید الاتقیاء
نیر آسمان معرفت، غوث الاسلام و المسلمین، معین الملک و الحق
والدین محمد الحسینی السجری اچشتی قدس اللہ سرہ العزیز
آنحضرت در شاخ کبار بہالات و مقامات علیہ شہور و معروف
در زمرہ اولیائی عالی مقدار بصفات جلیہ موصوف بودند، ولادت باسعادت
حضرت ایشاں روح اللہ روحہ، در ولایت سجستان بودہ و در دیار خراسان
نشو و نما یافتہ اند، پدر بزرگوار آنحضرت، دُر در یامی سیادت، گوہر درج
نقابت، نقادہ دو دمان نبوی سلالہ خاندان مصطفوی، صاحب ہدے
تقوی، سالک طریق مہدی، قدوۃ المتورعین حضرت خواجہ غیاث الدین
حسن، حسینی سحری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، بنہایت تقوی و صلاح آراستہ و
غایت و سع و فلاح پیراستہ بودند، وقتیکہ ایشاں بجوار رحمت حق تعالیٰ
پیوستند حضرت قطب الاقطاب پیر دستگیر پانزدہ سالہ بودند و از میرا
والد بزرگوار باغی و آسیائی آبی با حضرت قدس اللہ سرہ العزیز رسیدہ
بود و حضرت پیر دستگیر محصول آنرا قوت خود دیگرہ و بستگان خود می نمودند
گویند در آن مقام سعادت فرجام مجذوبی بود صاحب حال و کشف کرامات
اورا ابراہیم قندزی می گفتند، روزی بالہام غیبی بیارغ حضرت پیر دستگیر

در آمد آنحضرت درختان باغ را آب می دادند چون اند آمدن ابراهیم و آن
 گشتند پیش رفته تواضع و تعظیم بجائے آورده دست او را بوسیدند و
 در زیر درختی بنشانیدند و خود بادب تمام در خدمت ابراهیم نشستند
 ابراهیم پارچه کنجاره از بغل خود بیرون آورده در دهان خود انداخت و
 دندان زده از دهان بر آورده بدندان مبارک آنحضرت انداخت، بجز
 خوردن آن نوری در باطن شریف آنحضرت پیدا شد و محبت دنیا و ملک
 خانه بکلی از دل مبارک حضرت ایشان محو گشت و باغ و اطلاق را فروخت
 برفقرا و مساکین نفقه کردند و از انجام سفر گشته بطرف بخارا و سمرقند رفتند
 مدتی در آنجا بوده حفظ قرآن و کسب علوم ظاہری نمودند و از آن دیار
 عزیمت عراق عرب فرمودند چون بقصبہ ہارون کہ در لواحق نیشاپور است
 رسیدند خدمت ہادی طریق ولایت، واقف رموز ہدایت، صاحب
 کشف و ایقان، عالم مراتب عرفان، قطب آسمان صلاح و رشاد،
 بدر فلک فلاح و سداو، مقتدائی مسالک اسلام، مورد فیض و مہربط
 الہام شہر یار ممالک عرفان، منظر جود و منبع احسان حضرت خواجہ عثمان
 ہارونی قدس الشہرۃ العزیزہ را در یافتند و حضرت ایشان از اکابر مشائخ و
 بزرگان اہل حقیقت بوده اند، چنانچہ گویند وقتے در سفری گذر حضرت خواجہ
 عثمان ہارونی قدس الشہرۃ العزیزہ بمقام معان افتادہ و در آنجا تشکرہ بود
 بغایت کلاں چنانچہ ہر روز مقدار بسبب ارابہ ہیزم در آن می انداختند،
 حضرت ایشان در حوالی آن تشکرہ نزول فرمودند و خادم ایشان بجهت

افطار آرد آورده خواست کہ ازاں آتشکده آتش بیار و تان موجود سازد
مغان چون دانستند کہ مسلمانست نگذاشتند کہ با آتشکده نزدیک شود و
آتش بردارد، خادم آمده حقیقت را عرض کرد، حضرت ایشاں وضو سخته
متوجه آتشکده شدند، مجیتا نام کہ سرگروه مغان بود پسرے ہفت سالہ
در کنار داشت، حضرت ایشاں از او پرسیدند کہ این آتش را چرا می
پرستی و دست از پرستش خدائے تعالیٰ کہ آتش و دنیا و آنچه در دنیا
مخلوق اوست باز داشته گفت در دین ما آتش را مرتبہ بے عظمت
در قیامت ماران سوزد، ایشاں فرمودند چندین سال کہ آتش را پرستید
توانی کہ دست خود را در آتش داری و ترا نسوزد، مرغ گفت خاصیت
آتش سوختن است، این کار نتوانم کرد۔

حضرت ایشاں طفلی را در کنار مرغ بود کشیدہ و در کنار گرفته متوجه
آتش شدند۔ از مغان فریاد برآمد کہ ای شیخ چه کار است کہ میکنی۔
حضرت ایشاں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِہ و آیۃ کریمہ
فَلَنَأْيَا نَارَ كُونِي بَرْدًا و سَلَامًا عَلٰی اٰبِہٖم و اٰبِہٖم و اٰبِہٖم و اٰبِہٖم
فَجَعَلْنَاهُمْ الْاٰخِرِيْنَ را بر زبان مبارک راندند و در آتشکده درآمدند و
مدتے در آن آتش از نظر مردم غائب بودند، چند ہزار کس از مغان و غیر
ایشاں حاضر بودند، فریاد و فغان بر آوردند، بعد ازاں حضرت ایشاں
ازاں آتش بدرآمدند، چنانچہ اثر دود بر جامہ مبارک آنحضرت و آن
طفل پیدا بنود۔

معاں ازاں طفل پرسیدند در آتش چه دیدی، گفت از برکت شیخ
غیر از گل و ریاحین چیزے دیگر ندیدم۔ چو معاں این حالت و کرامت حضرت
ایشان مشاہدہ نمودند ہمگی از روستے اخلاص سر ہائے خود را بہ پائے مبارک
ایشان نہادند و ایمان آوردہ مسلمان شدند و آنحضرت مجتباراً شیخ
عبداللہ و آن طفل را ابراہیم نام نہادند و این ہر دو از اولیائے مکمل
شدند و آنستکہ خراب ساختہ مسجد بنا کردند و حضرت ایشاں دو نیم
سال در ان مقام اقامت نمودند۔ وفات حضرت ایشاں خواجہ عثمان ۷
ہارونی در مکہ معظمہ شانزدہم شوال واقع شدہ۔ القصہ حضرت پیر
دستگیر بخدمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رسیدہ مرید شدند و مدت
بسیست سال و شش ماہ در خدمت ایشاں بہ ریاضت و محابہ
گذراہندہ کار را با تمام رسانیدند و ہمیشہ در سفر حضرت جامعہ خواب پیر
خود را نگاہ میداشتہ اند۔ انگاہ بہ نعمت خلافت مشرف شدند و خرقہ
خلافت از پیر خود پوشیدہ، رخصت گرفتہ بقصبہ سنجار آمدند و دو ماہ
پانزدہ روز در آنجا بودہ بقصبہ جیل رسیدہ، حضرت غوث القلین
قطب ربانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی را قدس اللہ سرہ دریاقتند
قصبہ جیل از بغداد ہفت روزہ راہ است و آنحضرت پنج ماہ و ہفت
روز در صحبت غوث اعظم بودہ اند، چنانچہ حجرہ متبرکہ ایشاں در ان مقام
سعادت فرجام تا حال ہست و از آنجا بہ ہمدان و از ہمدان بہ تبریز
رفتند و با اکابر آنجا ملاقات نمودند و نقل است از حضرت شیخ فرید الدین

مسعود گنج شکر قدس الشیخہ کہ فرمودہ انداز پیر خود حضرت خواجہ قطب الدین
 احمد بن موسیٰ اوشی شنیدہ ام کہ می گفتند پیرین حضرت خواجہ معین الملک
 والحق والدین رضی اللہ عنہ ریاضت و مجاہدہ عظیم داشتہ اند چنانچہ
 بعد از ہفت روز بیارچہ نانے کہ از ترخ مشقال بازش بنور باد آب
 تر ساختمہ افطار می کردند نقل است از حضرت شیخ نظام الدین ہارونی
 قدس الشیخہ العزیز کہ حضرت خواجہ بزرگ با جامعہ دوتالی اجسیدہ
 زدہ می پوشیدند اگر پارہ می نند از ہر جنس پارچہ کہنے یا کہہ می یافتند
 بدل پیوند می کردند در فوائد الفیاد نوشتہ کہ من آن روزان را دیدم
 ام۔ آخر آن جامعہ بہ شیخ نظام الدین رسید، گویند حضرت پیر و سنگی رفته
 کہ از پیر خود حضرت خواجہ عثمان ہارونی خرقتہ یافتند، عمر ششادین ایشان
 بہ پنجاہ و دو سال رسیدہ بود و مشغولی عظیم داشتند و اکثر وقتہم تجرید
 تفریہ سفر می کردند بہر جا کہ می رسیدند بیشتر در قریستان می بودند و
 ہر روز دو ختم قرآن می کردند و بہر جا کہ اندک شہرت می یافتند و کسی از حال
 آنحضرت مطلع می شد وہ آنجا توقف نمی نمودند و میخواستند کہ کسی
 واقف حال ایشان نشود و از اطہار خوارق و کرامات اجتناب نمایند و داشتند
 حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس الشیخہ العزیز میفرمودند کہ معین الدین
 محبوب اللہ است و ما را از مریدی او تفاخرو مباہات است۔
 چون آنحضرت از پیر خود مرخص گردیدند سیر بغداد و تبریز و استراباد
 و ہرات نمودند و مدتہ در ہرات اقامت داشتند و اکثر شبہا در بقعہ

شریفہ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ روز ہادی گزرا نیندند
 دریک موضع کم می بودند و غیر از یک خادم، ملازم آنحضرت بنودے و اکثر نماز
 فجر بوضوئی عشاء میگذاردند، چون در شہر ہرات شہرت یافتند بہ سبزوار
 آمدند، حاکم آنجا یادگار محمد نام داشت و بہ بد اعتقادی و بد خلقی و ظلم
 مشہور بود، آنحضرت بباغ یادگار محمد رفتہ کنار حوض بنشستند و او نیز
 بباغ آمد، چون چشم او بحضرت پیر دستگیر افتاد در تمام جسم اولرزہ افتاد و
 بر رو افتادہ بہوش شد و در ہشت عجبے بر جماعتی کہ با او قبیق بودند
 مستولی گشت، آنحضرت آب ہماں حوض را بر رویش زدند، بہوش آمد و
 آنحضرت با او از بلند فرمودند توبہ کردی۔ بجز تمام گفت توبہ کردم، معلوم نشد
 کہ در اں حال چہ معائنہ کرد کہ چنین خوف و در ہشت بر و غالب شد و
 جماعتی کہ با او بودند بگئی توبہ کردند آنحضرت فرمودند وضو کنید و دوگانہ
 شکر توبہ ادا نمائید، چنین کردند و یادگار محمد با تبع خود مرید آنحضرت شد
 آنچه در ملک او بود ہمہ را بفقر قسمت نمود و از واصلان حق گشت و حضرت
 پیر دستگیر از آنجا بہ بلخ رفتند، در آنجا حکمی بود ضیاء الدین نام اورا بر
 تصوف اعتقاد و اعتماد بنود و میگفت علم تصوف ہدیائے است کہ
 تب زوگان و مسالیب العقل بزبان می رانند و صوفیاں را ہمیشہ بد یاد
 میکرد۔ گویند با خادم آنحضرت پیوستہ دو دستہ تیر و کمان و چقماق
 و نکلانے ہمراہ بودے و گاہے از آبادانے دور افتادہ در صحرا صا
 میگذرا نیندند، بچہت قوت شکار کردہ باں لقمہ بے شبہ افطار میکردند

روزے آن حضرت کلنگے شکار کردہ بودند، چون داخل شهر شدند در جہایتیکہ
حکیم ضیاء الدین درس علم حکمت میگفت، گذر آنحضرت در آنجا افتاد در
زیر درختی نشستند و خادم با آنحضرت آتش آورده کلنگ را کباب
می ساخت و حضرت پیر دستگیر بہ نماز مشغول شدند حکیم را خواہش
شد کہ در آنجا بنشیند و ازاں کباب نصیبہ باورسد و از مشاہدہ دیدار
یا انوار آنحضرت اثرے عظیم در دل حکیم پیدا آمد، بعد از فراغ نماز آنحضرت
را سلام کرد و خادم کباب بخد مت آنحضرت آورد، حضرت پیر دستگیر
بر خواہش حکیم واقف گشتند و نام خداے بر زبان آورده را نے ازاں
کباب جدا کرده حکیم دادند و خود ہم مشغول تناول گشتند، حکیم بجز
خوردن کباب از فلسفیات کہ در سبتہ او بود بیکیاری زائل گشتند و
انکار بنور اعتقاد مبدل شد و حالش دگرگون گردید دریں حال آنحضرت
چیزی از وہان مبارک بر آورده در دہن حکیم انداختند و ازاں بخود
بحال آمد و اسرار الہی بر حکیم منکشف گشتہ تمامی کتب فلاسفہ را در
آب انداخت و خود را از تعلقات دنیوی مجرّد ساخت و با شاگردان
خود نائب گشتہ مرید آنحضرت شد و حضرت پیر دستگیر از آنجا عزیمت
غزنی فرمودند و از آنجا بخطہ لاہور تشریت آوردند و از لاہور بہ دہلی
آمدند و چند روز در آنجا اقامت کردند چون ہجوم خلق بسیار شد از
آنجا متوجہ اجمیر گشتند و ہمدریں باب نقل است کہ چون آنحضرت
از خدمت پیر خود نعمت یافتہ و کار خود را تمام ساختہ رخصت شدند

بنگہ معظمہ رفتند و از آنجا بمیدینہ مشرفہ تشریف بردہ مدتے دران لقبہ
 منورہ مشغول بودند و تیس روزہ از روضہ منبرکہ حضرت رسالت پناہ
 صلی اللہ علیہ وسلم آواز آمد کہ اے مدین الین حسن تو معین دین مانی۔
 ولایت ہندوستان تو خواہ شدہ برز و در مقام جمیر اقامت نہائی
 کہ کفر دران سرزمین بسیار است از رفتن تو دران ملک اسلام قومی
 خواہد شد و دین مسلمانان رونق خواهد یافت۔ از استماع این آواز حضرت
 پیوستگی را جبریت دست داد کہ جمیر کجا است، درین فکر ایشان را
 خواب در بر بود و حضرت رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام را در واقع دیدند
 حضرت سید المرسلین در یک طرفۃ العین تمام عالم را با ایشان از شرق
 غرب نمودند و ہر چہ در دنیا است از شہرہا و مقام ہا در نظر آنحضرت
 درآمد و قلعہ و کوہ ہستہ جمیر را با ایشان نشان دادند و یک انار از بہشت
 بحضرت دستگیر عطا نمودند و فرمودند ترا بشنلا پیرویم چون بیدار شدند
 عزیمت ہند نمودیم ساختند و سیر شہر ہا و مواضع کردہ با اکابر و مشائخ ہر یار
 ملاقات نمودہ می آمدند و از یاران چہل تن ملازم آنحضرت بودند و روزی
 توجہ بہ سمت جمیر داشتند کہ گویند دران وقت حاکم جمیر را جبہ بود
 پتھورا نام کہ از سعادت دین اسلام بیگانہ بود و مادر او از علم نجوم خبر داشت
 دو از دہ سال پیش اند رسیدن حضرت پیوستگی در جمیر بہ پیسر خود
 گفتہ بود کہ مرد سہ بزرگ پیدا شود کہ بسبب او ملک و دولت
 تو زائل گردد و ازین بہت پتھورا ہمیشہ اندوگہیں می بود چون مادر پتھورا

حلیہ مبارک آنحضرت را نوشتہ بہ پسر خود داده بود۔ پھورا آن حلیہ را نوشتہ
 با سجا فرستادہ مقرر نمودہ بود کہ ہر کس را باین حلیہ موافق یا بتر گرفت
 نزد او آوردند۔ چون آنحضرت بقتیبہ سمانہ تشریف آوردند۔ بالتفاق مردم
 پھورا چہرہ مبارک حضرت پیر دستگیر را باین حلیہ موافق یافتند۔ خواستند
 غدیر کنند، از راہ نواضع و عظیمہ در آمدہ التماس نمودند کہ جائے مناسبیست
 ایشان معین کردہ ایم۔ در آنجا فرود آیند۔ آنحضرت مراتب شدند و در وقت
 حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را دید کہ می فرمایند: اسکے معین اند این
 قول این گروہ را استوار ماں کہ می خواہند بتو مقرر تے رہا اند۔ حضرت پیر
 دستگیر از آن حال خبردار شدہ آن جماعت غدار را با آنکہ در این روز کتب
 کہ دیدہ بودند بسیار ان ظاہر ساختہ بطرف انجیر رسیدند۔ پھورا استقامت
 در سایہ درختی بنشیند، شخصی آواز داد اسے در ویشان شتران را اسے
 پھورا در سایہ این درخت می نشیند جائے دیگر فرود آئید۔ حضرت
 پیر دستگیر فرمودند شتران را اسے پھورا نشستہ باشند و بایاران کفار
 تال آنا ساگر متصل کوہ در سایہ درخت فرود آمدند۔ خادمان کادسہ
 ذبح نمودہ کباب می ساختند۔ بعضے بہمت وضو بکنار حوض بیسل پہل
 رفتند۔ در آن وقت چند ہزار بیت خانہ در کنار این حوض بود و صد و چند
 من روغن گل صرفت این بہت خانہ ہا می شدہ۔ بہتہاں خادمان آنحضرت را
 از وضو ساختن مانع آمدند و می گفتند دست مسلمانان کہ باین حوض
 برسد آب مستعمل خواہد شد۔ چون این متقدم بعضی آل حضرت رسید

حضرت پیر دستگیر تمام آب آنا ساگر و بسیل ہند را در ابریق خود پیر کردند، چنانچہ ہر دو تال خشک شد و ہر جا کہ در ان شہر و حوالی چشمہ و آب بود خشک گردید، بلکہ شیر پیتا نہایتے زنان بچہ دار و چہار پایاں ہم خشک گشت، و میگونید کہ جتنے بود کہ پتھور او پدران او آل جن را پستش می کردند و ذلت خود را از طفیل آل می دانستند و چند پرگتہ را بجهت اخراجات او وقت نموده بودند، بجز طلوع آفتاب دین اسلام در ان سرزمین جن مذکور ترساں و لرزاں خود را بخدمت حضرت پیر دستگیر رسانید و در پائے مبارک آل حضرت سر نہادہ ایمان آورد و ایشان اورا مسلمان ساختہ ستادی نام نہادند۔ القصہ چون خبر آمدن آل حضرت قضیہ خشک شدن آب ہا و تشنگی خلق و بر جہتے نشستہ ماندن شران را بہ پتھور رسانیدند، مادرش گفت این ہماں شخص است کہ حقیقت اورا پیش ازین بد و از دہ سال گفتہ بودم زینہار با او مباحثہ و مقابلہ کنید کہ شمارا سود مند خواهد بود و با او بہ تعظیم و تواضع پیش آید۔ پتھور از دلجے پال بد بخت جواب فرستاد کہ اینہا ہمہ سحر است من علاج آل خواہم کرد۔ پتھور گفتہ فرستاد کہ من میروم شما ہم استعدا خود نموده بیابید۔ چون پتھور اروانہ شد در اثناے راہ ارادہ ہائے فاسد نسبت باں حضرت بخاطری آورد در حال نابینامی گشت و چون از ان ارادہ باز می گردید بینامی شد، چنانچہ در راہ ہفت بار کور شد و بینا گشت۔ آخر الامر ارادہ ہائے باطل را از دل بیرون کردہ

خدمت آنحضرت آمد و اجماع پال جوگی نیز با ہفتصد مارکہ لیسر و افسوں
 مسخر او بودند و یک ہزار و پانصد چکر کہ از ساحری او در ہوا معلق می آمدند و
 ہفتصد شاگرد خدمت آنحضرت رسید و ہر سحر و جادوئے کہ می دانست
 بر آنحضرت بکار برد لکن ، بیخ اثر نہ کرد و چکر مار کہ بجانب حضرت
 پیر و سنگیر و یاران آنحضرت می فرستاد ہمہ برگشتہ بر شاگردان اومی رسید
 سر و دست پائے آنہار اومی بید و مجروح می ساخت و مار پائے کہ بزور
 افسوں با خود آوردہ بود ہمگی ز سر را خہائے در آمدند گویند چکر پائے
 اجماع پال از اثر سحر او چنان مسخر شدہ بودند کہ اگر با کسی جنگ کردے یا
 شخصے مدد ازو طلبیدے ، چکر پائے خود را روان می ساخت و تا صد
 کرہ راہ رفتہ سر پائے دشمنان اومی بیدند۔ الفصہ چوں تپھورا
 و اجماع پال احوال بدیں منوال دیدند و مردم از تشنگی و بے آبی بہ ہلاکت
 رسیدند از راہ تضرع و عجز و آمدند حضرت پیر و سنگیر اجماع پال را
 فرمودند کہ این ابریق مراد داشته بیان اجماع پال چند اندک قوت کرد
 ابریق را نتوانست برداشت۔ آنحضرت فرمودند کہ سحر و جادوئے
 تو نیست کہ باطل کرد در این ابریق مردانست۔ پس حضرت پیر و سنگیر
 جنے را کہ مسلمان ساخته شادی نام تہادہ بودند ، فرمودند ابریق را بسیار
 شادی بموجب فرمان بردار شدہ آورد۔ آنحضرت اندکے ازاں آب
 بطروت حوضہا بر زمین ریختند۔ بفرمان الہی حوضہا دچاہ با چشمہ ہا ہمہ پر
 آب گردید و نیز دعا کردند شتران تپھورا از جا بر ناستہ بچرا مشغول شدند۔

از مشاہدہ این حوادث کہ حضرت پیروستگیر بضرورت ظاہر نموده بودند و از
 مسلمان شدن جن خود و غلام گشتن او کافران حیران مانند گفتند
 مایاں تمام عمر پرستش این جن و خدمت آجے پال کر دیم و خزانہ صرفت
 اینہا نمودیم، دریں وقت، بیچ لیکار مابینا مدند پس آجے پال جوگی یا حضرت
 گفت: شما کار خود را بکارسانید و آید، حضرت پیروستگیر فرمودند اول
 تو چیزے کہ واری بنمائی۔ آجے پال فی الحال پوست آپوے در ہوا
 انداخت و پوست معلق در ہوا باستاند بعد ازاں خود نیز دم کشیدہ و
 جستہ بران پوست شست و در ہوا بلند می شد و کفار را از مشاہدہ
 این سخن خوشحالی روئے میداد۔ آنحضرت در مراقبہ بودند سر برداشتہ
 فرمودند آجے پال تا کجا رفتہ گفتند برابر مرغے بنظر درمی آید۔ باز
 آنحضرت پرسیدند عرض کردند الحال از نظر ہا تا پدید گشت۔ حضرت
 پیروستگیر بہ نعلین خود اشارت کردند نعلین در ہوا شد و بالا میرفت تا بہ
 آجے پال رسید و بر سر او میزد و آواز ضرب آنرا دنا لہ و فریاد آجے پال را
 جمیع حاضران می شنیدند تا آنکہ زدہ زدہ آجے پال را از ہوا سرود
 آورد و بنفزع وزاری تمام بقدم مبارک افتادہ اماں خواست حضرت
 پیروستگیر نعلین را باشارہ منع فرمودند پس آجے پال گفت حضرت
 ہم چیزے بتما بند۔ آنحضرت در مراقبہ شدند و روح مطہر ایشان بہ عالم
 ملکوت عروج کرد چون آجے پال نیز ریاضت بسیار کشیدہ قوت
 استدراج حاصل نمودہ مانند ہیزم خشکے کہ بجز در رسیدن بہ آتش

افراد حجت گردید، شدہ بود او بجم مراقبہ نمود و روح او استدرج کرده در
عقب روح پاک آنحضرت می رفت تا بہ آسمان اول رفتند، روح شریف
آنحضرت بالا سے آسمان عروج کرد و روح ابے پال در زیر آسمان بماند
راہ نیافت۔ آنحضرت الحاح و زاری کرد کہ مرا نیز با خود ببرید۔ آنحضرت
روح او را با خود بیالابروند تا زیر عرش عظیم رسیدند و از برکت صحبت
فیض روح مطہر حجاب از پیش روح ابے پال برداشته شد و بقطر
ادب فرشتگان کہ بروح حضرت پیوستگی کردند معائنہ میدید
بتول روح آنحضرت از آنجا رجعت کرد و بہ آسمان اول رسید و
باز میخواست عروج نماید روح ابے پال با آنحضرت الحاح کرد کہ مرا در
اینجا نگذارید تا ہمراہ بودہ قدرت حق جل و علا را مشاہدہ می کردہ ما تم
آنحضرت فرمودند تو ثنائستہ این مقامات و تثنی شوی کہ بصدق دل
بخدای رسول خدا ایمان آری، ابے پال قبول کرد کہ مسلمان می شوم اما
التماس دارم کہ تا قیامت زندہ مانم۔ آنحضرت بدگاہ سدای
عز و جل مناجات نمودند فرمان آمد کہ دعائے تو مستجاب شد پس حضرت
پیوستگی دست مبارک بر سر ابے پال فرود آوردند و فرمودند زندہ
خواہی ماند، روح ابے پال فی الحال ایمان آورد و روح شریف
آنحضرت روح ابے پال را با خود ہمراہ گرفتہ باز عروج نمودہ بعرش عظیم
رسید و عرش و کرسی و بہشت و دوزخ و جمیع عجایبات را دیدہ باز گشتند و
از مراقبہ چشم بکشادند، ابے پال کلمہ طیبہ گویاں بیائے مبارک آنحضرت افتاد

دریں وقت بجہت مشاہدہ حق و باطل انہوے کثیر حاضر شدہ بودند، باز
 اچھے پال سے مرتبہ کلمہ شہادت بنڈیاں راندو پتھورا و جمع کفار این
 مقدمات را دیدہ و شنیدہ شرمندہ و نا امید شدند و سجاہائے خود باز
 گشتند گویند اچھے پال تا حال زندہ است و در کوہستان اجمیر بسر
 میکند و ہر روز زیارت روضہ متبرکہ آنحضرت می آید، و اللہ اعلم
 بحقیقۃ الحال و آنحضرت بر پتھورا ایمان عرض کردند لیکن آن ایمان
 نیاورد و از اثر دعائے آنحضرت بدست لشکر اسلام گرفتار شدہ
 بخواری تمام بچہ نم و اصل شد چنانچہ ذکر این خواهد آمد القصہ اچھے
 پال و شادی جن بالخاص تمام التماس نمودہ حضرت پیر دستگیر را
 بشہر اجمیر آوردند و آنحضرت مقام شادی را اختیار فرمودہ جماعت
 خانہ و عبادت خانہ و مطبخ ساختند و در جائیکہ مطبخ بود الحال روضہ
 منورہ آنحضرت است، نقل است از خواجہ قطب الدین بختیار اوشی
 قدس سرہ کہ می فرمودند بیست سال ملازم صحبت ایشان بودم، مہرگز
 ندیدم کہ ایشان کسے را بخود راہ دادہ باشند، وقتے کہ در مطبخ چیزے
 نبودے، خادم بیامدے و عرض کردے آنحضرت مصلائے مبارک را
 برداشتے و فرمودے بردار آنقدر کہ کفایت امروز و فردا کند، خادم
 ہما قدر برگرفتے، چہنیں سال و ماہ وظیفہ درویشاں ازاں حضرت می رسید
 اگر غریبے و مریفے بیامدے آنہا را بمطلوب رسانیدندے و ہنگام رخصت
 دست مبارک زیر مصلائے کردندے و آنچه بیرون آمدے با ایشان بدادندے

و ہم از خواجہ منقول است کہ وقتے مسلمانے از پیش پتھورا خدمت
 آن حضرت بہ نیت ارادت بیاد و ایصال اور امرید نہ کردند آن مرد
 باز گشت و نزد پتھورا رفتہ شکوہ از آن حضرت کرد۔ پتھورا شخصے را
 فرستادہ پیغام داد کہ چہ اور امریدی قبول نہ کردید۔ آن حضرت فرمود
 کہ بسبب سہ چیز کہ در مرکب است و از ہر طرف خواہد شد۔
 اول آنکہ معاصی بسیار دارد، دوم از متابعان مانیت ماکلاہ یکسے
 نہ ہمیم کہ پیش غیر سر فرود آرد۔ سویم آنکہ در لوح محفوظ نوشتہ دیدام
 کہ او ازین جہاں بے ایمان رود۔ چوں این جواب را بہ پتھورا گفتند
 در خشم شدہ گفت شیخ سخنان غیب می گوید۔ بگوئید تا از شہر من بدر
 رود، چوں این مقدمہ لغرض آن حضرت رسید تبسم کردہ فرمودند
 کہ یاد بگوئید کہ میان ما و نوسہ روز ہریت است یا تو خواہی رفت یا ما
 ہمدراں دوسہ روز لشکر سلطان محمد شاہ بر سر پتھورا بہ اجمیر آمد و
 اورا زندہ دستگیر کردند و آن شخص کہ برائے مرید شدن آمدہ بود
 خود را در آب انداختہ غرق کردید و غضب شدن آن حضرت بر پتھورا
 باین طریق نیز بتظور آمدہ کہ پتھورا مسلمانے را میر خانبندوان مسلمان
 خدمت حضرت پیر دستگیر شکایت کرد و پناہ آورد، آن حضرت کس
 فرستادہ منع فرمودند آن کافر بد بخت قبول نہ کرد و گفت این مرد اینجا
 آمدہ سخنان غیب میگوید، چوں گفتار او بعرض حضرت ایصال رسید
 از روی غضب فرمودند کہ پتھورا را زندہ گرفتیم و دادیم۔ ہمدراں

ایام لشکر سلطان معزالدین سام از غزنین رسید و تپچورا یا لشکر اسلام
مقابلہ نمود و بدست اہل اسلام زندہ اسیر شد و از ان تاریخ در ان یار
اسلام قوی گشت و بیخ کفر و ضلالت مستاصل گردید۔

بعضی از کلمات قدسی آیات حضرت پیر دستگیر این است فرمودند
○ دل عاشق آتش زردہ محبت است ہر چه در ان فرود آید بسوزد

ناچیز گردد زیرا کہ بیخ آتشے بالاتر از آتش محبت نیست۔

○ فرمودہ اند کہ از جوہر ہا و آبہائے رواں می شنوید کہ شورش و آوازے

بر می آید ہمیں کہ بد ریاضی رسد ساکن می گردد۔ ہمچنین چون طالب اصل حق
گردد کم گوید و جوش و خروش دنیوی ز اہل شود۔

○ فرمودہ اند کہ پیرین می گفت کہ خدائے تعالیٰ را دوستانند کہ اگر

زمانے در دنیا از و محبوب مانند نابود گردند۔

○ فرمودہ اند پیرین می گفت در ہر کس این سہ خصلت پاشد حق

تعالیٰ او را دوست دارد اول سخاوت چون سخاوت دریا، دوم
شفقت چون شفقت آفتاب سیوم تواضع چون تواضع زمین۔

○ فرمودہ اند کہ صحبت نیکان بہ از کار نیک و صحبت بدان بدترانہ

کار بد۔

○ فرمودہ اند کہ مرید در توبہ آن زمان ثابت شود کہ فرشتہ چپ

تا بیست سال پیچ گناہے بر و ننویسد۔

○ فرمودہ اند پیرین می گفت مرد مستحق فقر آن گاہ شود کہ از در عالم

فانی بیچ باقی تماند۔

- فرمودہ اند محبت آنست کہ مطیع باشی و تبری که مبادا دوست براند۔
- فرمودہ اند عارفان را مرتبه البیت چون با آن مرتبه رسند جمگی عالم و آنچه در عالم است میان دو انگشت خود بینند۔
- فرمودہ اند عارف آنست کہ ہر چه خواهد پیش او آید و یا ہر چه کتہ کند از وجوب بشنود۔

- فرمودہ اند با الہا بدیں کار مجاور بودیم عاقبت جز مہدیت نصیب یافتند۔
- فرمودہ اند گناہ شمارا چنداں ضرر ندارد کہ خوار و شکنج برادر مسلمان۔
- فرمودہ اند بندہ وقتے کہ لصیقل محبت حق ز تنگاری دنیا را از آئینہ دل پاک کند و یاد حق موانست گیرد و مستی غیر از میاں بر خیزد و آشکاہ خدائے تعالیٰ یگانہ شود۔ اگر چنین نکند عاشق کہ خدایتواند رسید۔
- فرمودہ اند علامت شناخت حق تعالیٰ کہ سختن است از خلق خاموش شدن در معرفت۔

- فرمودہ اند عارف بہ معرفت نرسد تا از عارف یاد نیارد۔
- فرمودہ اند عارف کسے بود کہ ہر چه دون او بود از دل بردارد تا یگانہ گردد چنانکہ دوست یگانہ است۔
- فرمودہ اند اہل محبت طائفہ اند کہ در میان ایشان و حق تعالیٰ بیچ حجاب نباشد۔
- فرمودہ اند عارف آنست کہ خاموش باشد و اندوگیں بود۔

○ فرمودہ اند کہ ہر کہ نعمت یافت از سخاوت یافت۔

○ فرمودہ اند کہ چہ چیز گو بہر نفس مرد است اول درویشی کہ تو نگری
نماید و ویم گرسنه کہ سیری نماید۔ سیوم اند و پکینے کہ شادی نماید، چہام
آنکہ یاد دشمن دوستی نماید۔

فرمودہ اند کہ پیر من خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ می فرمودند کہ مومن کسے است کہ سہ چیز را دوست دارد
اول درویشی، دویم بیماری سیوم مرگ و ہر کس این سہ چیز را دوست
دارد، خدائے تعالیٰ و فرشتگان اورا دوست دارند و مکافات آن
بہشت باشد۔

○ فرمودہ اند درویش آنست کہ ہر بندہ کہ بروی حاجت آید محروم
باز نہ گردد۔

○ فرمودہ اند عارف در راہ محبت کسے است کہ دل خود را از
کوین بردارد۔

○ فرمودہ اند متوکل بحقیقت کسے است کہ رنج و محنت از خلق
برگیرد نہ از کسے شکایت کند و نہ با کسے حکایت۔

○ فرمودہ اند کہ عارف ترین خلق بحق آل بود کہ متحیر تر باشد۔

○ فرمودہ اند علامت عارف دوست داشتن مرگ است و
ترک راحت و انس گرفتن بندگی۔

○ فرمودہ اند کہ عارف کسے است کہ چوں بامداد بر خیزد از شب

یادش نیاید۔

○ فرمودہ اند فاضل ترین اوقات آنست کہ در سو اس بر خاطر بستہ
باشد ○ فرمودہ اند علم بحر لیسیت محیط و معرفت دریائے ناپیدا
کناد ○ فرمودہ اند عارفان مانند آفتاب اند کہ بر جہانگی می تابند
از نور ایشان ہمہ عالم روشن است۔

○ فرمودہ اند مردم بمنزل گاہ قرب نزدیک نشوند مگر بفرمان برداری
در نماز زیرا کہ معراج مومن ہمیں نماز است و فرمودہ اند مدتے گرد خانہ
کعبہ طواف بگردم چون بخت رسیدم کعبہ گردم من طواف می کرد۔

○ فرمودہ اند چون آنحضرت آدم علیہ السلام زلت واقع شد۔
ہمہ اشیا بر آدم بگریستند، مگر زرد و سیم۔ حق تعالیٰ بایشان گفت شما چرا
بر آدم نہ گریستند؟ گفتند الہی ہر کسے کہ از نوع انسی شود برو نہ گرییم۔
خدائے تعالیٰ گفت بعزت و جلال خود کہ قیمت شمارا در ہر چہ از شمارا
بر دست فرزند ان آدم آشکارا کنم و ایشان را خادمان شمارا گردانم۔

○ فرمودہ اند در یہا میں نوشتہ دیدہ ام کہ وقتے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم بر جماعتے بگذشتند کہ انہا خندہ میگردند، آن سرور بر ایشان
سلام کردند ہمہ بر جا خاستہ جواب گفتند و روسے ادب بر زمین نہادند و
حضرت سید بشر فرمودند اے گروہ شمارا گوئے گذشتہ ایڈ گفتند نہ۔
آنحضرت فرمودند پس شمارا چہ بریں داشتہ کہ می خندید؟ بعد از ان شمارا
ہیچ کس ہرگز در خندہ ندید۔

○ فرمودہ اندعارف کسے راگویند کہ اگر ہر روز صد ہزار از اسرار تجلی برے نازل گردنمہ بیرون نہد و عارف آنست کہ جمیع علوم بدانند و صد ہزار معانی بیرون دہد و ہمہ در کجبر معانی شناوری کند تا درے از اسرار و انوار الہی بیرون آرد و پیش جو پیری مہر عنرض کند تا معلوم شود کہ او عارف است۔
○ فرمودہ اند کہ توبہ اہل محبت سے نوع است اول ندامت دویم ترک مجاہدلت سیوم پاک گشتن از مظالمست۔

○ فرمودہ اند کہ دوستان حق سبحانہ بہ سے صفت قائم اند اول قوت صائم، دویم نماز در اتم سوم ذکر قائم۔

○ فرمودہ اند عارف در محبت کسے است کہ از بیخ چیزش عجب نیاید کہ تسلیم و دعوی در یک جامع نشود۔

○ فرمودہ اند کہ چوں ما از پوست بیرون آمدیم و نگاہ کردیم عشق و عاشق و معشوق یکے دیدیم۔

○ فرمودہ اند کہ چوں در ولایت را جلالیت طاعت پیدا شود۔
حلاوت حجاب او گردد۔

○ فرمودہ اند کہ در حقہ عارف آنست کہ از عجب طاعت و حلاوت
آں توبہ نماید۔

○ فرمودہ اند بعد از محبت بسیار چوں بحضرت وے رسیدیم ہیچ زحمت نبود، تمام راحت یافتیم نظر کردیم بر اہل دنیا۔ ایشان را بدنیامشغول دیدیم و نظر کردیم بر اہل عقبی ایشان را در بند عقبی یافتیم و محجوب مطلق۔

○ فرمودہ اند صادق در محبت کسے است کہ چوں بلائے بدو رسد
بطوع و رغبت قبول کند۔

○ فرمودہ اند در آثار اولیا نوشتہ دیدہ ام کہ وقتے رابعہ بصری
شیخ حسن بصری و مالک دنیا و شیخ شقیق بلخی یکجا نشستہ بودند سخن
در صدق مولی میرفت و پھر کس سخن می گفت، چوں سخن بہ رابعہ رسید
گفت صادق در دوستی مولی کسے است کہ چوں اندر المے و دردے
رسد در مشاہدہ دوست آثار فراموش کند و فرمودہ اند وقتے با بزرگے کہ جہان
حال و مقامات بود در سرے قبرے نشستہ بودم و صاحب آن گور را عذاب
میکردند آن بزرگ چوں این حالت را مشاہدہ نمود تیرہ ہزد و چنان بداد و
ساعتے نگذشت کہ گداخت و آب گردید نا پدید گشت و فرمودہ اند
اے عزیزاں اگر حال خفتگان زیر خاک را کہ گرفتار مار و مورند و محسوس
زندان گورند ذرہ بدانند کہ برایشان چه معاملہ می رود از ہیبت چوں
نمک بگذرانند۔ پرسیدند کہ بقا چیست، فرمودند بقا عین حق است و
پس پرسیدند کہ بقا چیست، فرمودند کہ بقا عین حق است و پس پرسیدند
بجز حیثیت۔ فرمودند از غیر برین زیاد دوست پیوستن۔

تقل است از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کالی قدس اللہ سترہ کہ
می گفتند من بیست سال ملازم صحبت آنحضرت بودم، ہرگز نہ دیدم کہ
بر کسے غضب شدہ باشند بجز یک روز در مجلسی میگویند، حضرت پیر
دستگیر آمدیدے بود شیخ علی نام، شخصے اورا گرفتہ می گفتند کہ پیش

تو دارم تا ندی ترا خلاص نکم چون آنحضرت بسر وقت اور رسیدند منع
 کردند نشیند، در غضب شدہ ردائے کہ برکتی مبارک خود داشتند
 بر زمین زدند، فی الحال آن زمین پر از زرد وینار گشت۔ فرمودند برگیر،
 آنچه حق تو باشد، آن شخص خواست زیاد ترازاں بگیرد، دستش خشک شد
 عاجزی کرد و فریاد برآورد کہ تو بہ کردیم۔ آنحضرت دعا کردند، دستش سلامت
 اصلی باز آمد، نقل است کہ روزے شخصے بظاہر بجهت ارادت بخیر مت
 حضرت پیر دستگیر آمد و بیاطن قصد ہلاک ایشان نمودہ کاروے در بغل داشت۔
 آنحضرت ہر مرتبہ کہ بجانب او می دید تبسم می کردند، بعد از ان فرمودند لے
 درویش شخصے کہ نزد درویشاں می آید از راه صفاست یا از راه خطا۔
 آمدن شما از چہ راه است، یکے را اختیار کنید۔ چون آنحضرت این سخن بگفتند
 آن شخص برخاست و ارادہ فاسد خود را اقرار کرد و کار و از بغل برآوردہ
 بیرون انداخت و ارادت خالص آوردہ مرید شد و عاقبت محمود گشتہ
 چہل و پنج حج گزارد و نقل است کہ وقتے حضرت پیر دستگیر بیاد حضرت
 حق مستغرق بودند و عالم علوی بر ایشان منکشف گشتہ بود، دریں اثنا
 مرید سے بیامد و از وائی ملک شکوہ کرد و گفت مرا از شہر بدر می کنند۔
 آنحضرت پرسیدند وائی کجاست، گفت سوار شدہ بمیدان رفتند۔
 فرمودند برو کہ از اسپ خطا شدہ و مردہ است، آن شخص بیرون آمد شنید کہ
 وائی ملک در میدان از اسپ بیفتاد و جاں بداد، نقل است از حضرت
 خواجہ قطب الدین بختیار اوسنی قدس اللہ سرہ کہ می گفتند من در مدت

بیسٹ سال در خدمت پر خود جانم بودم ہرگز نشنیدم کہ حضرت ایشان
صحت ذات خود خواستہ باشند و اکثر بزبان الہام بیان می رانند
کہ الہی ہر جا رود و مخلصے باشد بمعین الدین نامزد کن، و من
گستاخی نمودہ عرض کردم کہ یا حضرت! این چہ دعاست کہ بخود
می خواہید۔ فرمودند کہ چون مسلمانے را بدر دو بلائے صعب و در بیماری
مبتلا میگردد اند دلیل صحت ایمان اوست و از گناہاں چنان پاک می
گردد کہ گوی از مادر زادہ است۔

نقل است از حضرت شیخ فرید الدین بسعد قدس اللہ سرہ کہ می گفتند
کہ بزمین حضرت خواجہ قطب الدین می فرمودند، در چہاں مدت کہ در خدمت
پر خود بودم هیچ وقتے ندیدم کہ ذرہ از اسرار الہی بزم زبان مبارک ایشان
رفتہ باشد یا از انوارے کہ بر آنحضرت نازل می شد بیرون دادہ باشند
نقل است از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہ کہ می گفتند
روزے با شیخ اوچہ الدین کرمانی و شیخ شہاب الدین سہروردی نشسته بود
دریں وقت سلطان شمس الدین تیر و کمانے در دست داشت و از آنجا
می گزشت نظر مبارک آنحضرت بر و افتاد و فرمودند کہ این کوردک
بادشاہ دہلی شود و حق تعالی او را از جہاں نبرد تا ببادشاہی نرساند۔
آخر ہمچنان شد کہ آنحضرت فرمودہ بودند و بادشاہ دہلی گشت۔
نقل است کہ روزے آنحضرت با جمیع اصحاب خود در جائے نشسته
بودند و سخن سلوک در میان بود و ہر بار کہ بطرف راست خود نگاه می کردند

بہی خاستند و تمامی خلق دین امر حیران بودند کہ البتادین بجهت کجاست
چوں از آنجا برگشتند یکے از مریدان عرض کرد کہ قیام حضرت از برائے
چہ وازہ بہر کہ بود، فرمودند کہ آن طرف قبر عثمان ہارونی پیر ما بود، ہر مرتبہ کہ
نظر بآں طرف می کردم مرقہ ایشان را مشاہدہ می کردم بے اختیار تو وضع
می نمودم، نقل است کہ آنحضرت ہر شب از اجیر بطواف خانہ کعبہ
می رفتند و خلقی کہ بجهت ادائے حج در مکہ معظمہ جمع بودند آنحضرت
را در طواف می دیدند و مردم خانہ را گمان این بود کہ ایشان در عبادت
خانہ اند، آخر معلوم شد کہ آنحضرت یکے مگر تمہ می روند و نماز فجر را
آمدہ در جماعت خانہ ادائیگی کنند۔ نقل است کہ حضرت پیر
دستگیر ہفتاد سال شب خواب نکرده بودند و پہلوئے مبارک ایشان
بر زمین نرسیدہ بود و وضوئے آنحضرت جز در قضائے حاجت باطل
نمی شد و ہمیشہ چشم بستہ در مراقبہ می بودند و ہر گاہ چشم مبارک او می کردند
نظر فیض اثر خاص آنحضرت بر ہر فاسقے کہ می افتاد نامب می شد و دیگر
پیر امون معصیت نمی گردید۔

نقل است کہ حضرت پیر دستگیر من می فرمودند کہ ہر کس مرید
معین الدین و مرید فرزندان معین الدین شود، معین الدین پائے ذرہ بہشت
نہد تا آنہا را بہ بہشت نبرد۔ جمعے پر رسیدند کہ مراد از فرزندان چہ کسانی
فرمودند مراد خلفا اند، تا قیام قیامت شجرہ ارادت ہر کس معین الدین
رسد اورا امید نجات است۔ حضرت پیر دستگیر فرمودند روزے را

کعبہ معظمہ مشغول بودم، ہاتھ آواز داد کہ اے معین الدین، ااز تو خوشنود
شدیم و ترا آمرزیدیم، از شنیدن این بشارت و قلم خوش شد، گفتم الہی
بیچارہ معین الدین را اگر چہ آمرزیدی، اما خواستہ دارد اگر قبول شود باز
ہاتھ آواز داد اے معین الدین تو دوست مانی، بخواہ پر چہ میخواہی گفتم
الہی آنا تیکہ مریدان معین الدین اند و مریدان معین الدین شہداء ایشان
را نیز بیامرز، باز از ہاتھ شنیدم کہ می گوید کہ ہر کہ مریدان تو باشد
آہنہا را نیز آمرزیدم، نقل است کہ آنحضرت ہمیشہ صاحب سماع و
از عشق الہی مست بودند چنانچہ ہر کس در صحبت فیض بخش ایشان
بودے اہل سماع گشتے۔ گویند سرود و ہندی نیز گاسٹ می شنیدند اما سماع
نمی کردند و دریں اختلاف است و اللہ اعلم۔

نقل است کہ آنحضرت حفظ کلام اللہ مجید را شنیدند و ہر روز دو
ختم می کردند و در ہر ختم ہاتھ آواز می داد کہ ختم ترا قبول کردیم۔
نقل است کہ وقتے خواجہ عثمان ہارونی حضرت پیر دستگیر را بجائے خود
بنشانند، بطریق و عطف فرمودند کہ خرقہ درویشان پوشیدی یا بد کہ
کار درویشان کنی و کار درویشان فقر و فاقہ و محنت کشیدن است و
رہ دیدن اندہ و شادی نزد ایشان برابر است راحت و جرات ایشان
مساوی۔ درویش محبت با فقیران غریبان کند و با مسکینان درویشان نشینند
از اہل دنیا محتر تر بود پس این درویش چنین کرد و محبت حضرت ذوالجلال
را محبت۔

مقرب بر کمال گردید، چون نصیحت تمام کردند، دست مبارک آنحضرت
را گرفتہ گفتند الہی معین الدین را قبول کن و مقرب خویش گرداں۔ ہاتھ
آواز داد کہ نام اور اور زمرہ مجویان خود ثبت کردہ ایم و اور اس قوم مشائخ
گردانیدہ ایم۔ گویند ہر کس از صدق دل شد روز در صحبت پر دستگیر
می ماند ولی اللہ صاحب کشف و کرامات می گردید۔ نقل است کہ در
بغداد ہفت تن ترسایان صاحب ریاضت بودند و در شش ماہ بہ لقمہ
طعام افطاری گردید و خلق بسیارے معتقد ایشان بودند و از آئندہ حکایت
کردند۔ روزے نرود آنحضرت آمدند بجزرد آنکہ نظر مبارک آنحضرت
بر آنہا افتاد ہمیدت خوردہ در پائے مبارک حضرت ایشان افتادند۔
حضرت پر دستگیر فرمودند اے بے دیناں خدا تے تعالیٰ را می بینید و غیر
اورا کہ آتش باشا پرستش می کنید۔ گفتند ما از آتش می ترسیم، چیرا کہ
فردا کار ما با آتش خواهد بود، حرمت مانگہدار دو مارا نسوزد، آن حضرت
فرمودند اگر خدا تے تعالیٰ را پرستید ہم حرمت شمارا نگاہدار دو ہم از آتش
دوزخ نجات بخشد۔ ترسایان گفتند کہ شما کہ خدا برای پرستید اگر آتش
شمارا نسوزد ایمان می آریم۔ آنحضرت فرمودند آتش کفش مرا نتواند سوخت
چہ حد دارد کہ مرا نتواند سوخت۔ گفتند اگر مشاہدہ کنیم، ایمان آریم حضرت
پر دستگیر نعلین خود را در آتش انداختند و فرمودند اے آتش کفش معین
را نیکو نگاہداری ما بجزد انداختن آتش سرگشت و آواز برآمد کہ آتش
را چہ یار کہ کفش دوست ما را نتواند سوخت، چوں ترسایان این معنی را

مشاہدہ کردند فی الحال ایمان آوردند و مریدان حضرت گشتند و از جملہ اولیاء شدند۔

نقل است کہ وقتے حضرت پیر دستگیر مسافر بوند و کفرستانے رسیدند۔ کفار را خبر شد کہ چندے کہ از مسلمانان آمدہ اند جمعے تیغ ہا در دست گرفته بقصد آنحضرت دویدند، چوں نزدیک سیدند نظر آن کافران بر روی مبارک آنحضرت افتاد، بکیاری فریاد آوردند کہ اسے بزرگ ما خدمتگار شہا ایم بر بالطف و شفقت کنید کہ ہمہ مسلمان ہی شویم۔ حضرت پیر دستگیر کلمہ طیبہ و شہادت بر ایشان عرض کردند، ہمگی کلمہ گفتہ ایمان آوردند و این آں کفرستان ازین قدم آنحضرت ہمہ مسلمان شدند۔ گویند در عصر آنحضرت جمع کثیرے از کفار مسلمان شدند گویند حضرت پیر دستگیر وقتیکہ متوجہ اجیر بوند از لاہور بہ ہلی رسیدند و چند گاہ در آنجا اقامت نمودند، چوں از وہام و هجوم خلق بر ایشان بسیار شد، بجانب اجیر متوجہ گشتند و در آن مقام حجتہ فرجام اگرچہ فی الجملہ رونق اسلام بود۔ اما کفار نجار غلبہ داشتند، سلطان قطب الدین خدمت دار و غلگی آن خطہ را بہ سید حسین کہ در عروت ایشان را، جنگ سوار سیکویند فرمودہ بود۔ سیدینگر عظیمہ قدم سعادت لزوم حضرت پیر دستگیر را دولت عظمی دانستہ ہمیشہ در حجت فیض بخش آنحضرت بسری برد و از برکت مقدم شریف آنحضرت بیشترے از کفاننا مدار آن دیار را بہ تشریف ایمان و اسلام مشرف گودانید و ہر کس ایمان نمی آورد، بطریق جزئیہ نذر و نیاز خدمت حضرت

پیر و شگرمی فرستاد، چنانچه تا این زمان و این وقت رسم فرستادن نذر و نیاز
 اولاد آنها به روضه منبر که آنحضرت بر حال است و هر سال به زیارت
 روضه منوره آنحضرت می آیند و هر نیاز بر آن آستان قدسی نشان می نهند۔
 گویند در عهد سلطان شمس الدین التمش دو بار دیگر نیز آنحضرت بدلی
 تشریف آورده اند مولانا سعود از مولانا احمد خادم آنحضرت نقل کرده
 اند که آنحضرت مرتبه اول که از اجمیر به دلی تشریف آوردند و باز به اجمیر
 آمدند متاهل شدند و این مقدمه چنین بود که سید و جیبه الدین محمد مشهدی
 در خطه اجمیر داروغه بود، دختره داشت در نهایت جمال و در عصمت و
 عفت بر کمال نام مبارکش بی بی عصمت بود و بحد بلوغ رسیده پدرش
 می خواست که بچله عقد بزرگ زاده در آرد اما بیخ کس را در خور حال و
 کمال ادنی یافت و همیشه درین فکری بود، شبی حضرت امام جعفر صادق را
 رضی الله عنه بخواب دید که می فرماید فرزندانم و جیبه الدین اشارت حضرت
 رسالت پناه صلی الله علیه وسلم برین است که این عاقره خود را به شیخ
 معین الدین حسن الحسینی بسپاری و بعقد شرعی به او دهی، سید مذکور اند
 پیوستگان آنحضرت بود، این واقعه بخدمت حضرت پیر و شگرمی ظاهر
 ساخت، فرمودند که اگر چه عمر من با آخر رسیده اما چون اشارت حضرت
 پیغمبر صلی الله علیه وسلم چنین است قبول نمودم و آنحضرت بعد از تاہل
 هفت سال در حیات بودند بعد بجوار رحمت الہی انتقال فرمودند و عمر مبارک
 حضرت به نود و هفت سال رسیده بود و رحلت آنحضرت روز دوشنبه،

ششم ماہِ رجبِ المرجب سالِ ششصد و سی و سہ ہجری بود، این مقدمہ اند
 کتاب سیر العارفین نوشتہ شدہ، و بتاریخ ششم ماہِ رجب در خطہ اجمیر
 عرسِ آنحضرت بسیار خوب و عالی می شود و از اطراف و اکناف ہندوستان
 مردم بسیار می آیند و کثرتِ عظیمی در روضہ منورہ حضرت پیر و ستگیر فرام
 می آید و نذر و نیاز بسیاری بر بند و این حقیر ترین مریدان نیز بتاریخ مذکور
 عرس می کنند و در رسالہ دیگر چنین دیدہ شد کہ بعد از تاہل ہفتہ سال در
 قید حیات بودند و سن مبارک آنحضرت بہ یک صد و ہفت سال رسیدہ
 بود و در ملفوظات آنحضرت مسطور است کہ بعد از رحلت در پیشانی
 نورانی حضرت پیر و ستگیر نوشتہ پیدا آمدہ بود کہ **حَدِيثِ اللّٰهِ مَا ت**
فِي حُبِّ اللّٰهِ شیخ عبدالحق دہلوی نیز در کتاب اخبار الاخیار نوشتہ کہ
 این عبارت در پیشانی مبارک آنحضرت قدس الشیرہ ظاہر شدہ بود
 و بقولے در ماہ ذی الحجہ سال مذکور قضیہ رحلت آنحضرت روی دادہ۔
 اول صبح است و خطہ شریفہ اجمیر در محل اقامت خویش مدفون گشتہ اند۔
 اول قبر شریف حضرت پیر و ستگیر از خشت بود، بعد از آن صندوقے از
 سنگ بالائے آن ساختند و قبر اول را ہم بحال گذاشتند۔ باین بہت
 قبر شریف بلند است و اول کسی کہ در روضہ منورہ آنحضرت عمارت کرد
 خواجہ حسن ناگوری بود، بعد از آن دروازہ و خانقاہ را بعضی از ملوک
 ماند و ساختہ اند۔ نقل است چون حضرت پیر و ستگیر از عالم و نالی
 بملک جاودانی رحلت فرمودند، جمعہ از اکابر دین حضرت رسالت پناہ

راصلی اللہ علیہ وسلم در واقعہ دیدند کہ میفرمایند دوست خدا معین الدین
سجری می آید با استقبال او آمدہ ایم۔ گویند بزرگے بعد از رحلت آنحضرت
را خواب دید، پرسید کہ حال موت و قبر و سوال فرشتگان چگونه بود؟ فرمودند
ہمہ بفضل خدائے رحیم آسان شد اما چون مرا از عرش بردند آواز آمد کہ
چرا چندین ترسیدی، گفتم الہی از قہاری و جباری تو می ترسیدم۔ فرمان آمد کہ
معین الدین کسی کہ در وہم ذی الحجہ سورۃ الفجر خواندہ اورا باترس چہ کار
برو کہ ترا از زمین و اندواصلان خود گردانیدم۔

گویند وجہ تسمیہ اجمیر آنست کہ اجان نام راجہ بود کہ تا عدو و غزنین
در تصرف داشت و آجایز بان سپاستر مندو ال آفتاب را نیز گویند و
میرزبان ہندی کہ رامی گویند و اول دیوارے کہ بر سر کوہ در ہندوستان
بنیاد نہادہ اند، ہمیں دیوار ہائے بالائے کوہ اجمیر است و اول حوضے
کہ در ولایت ہندوستان کندہ اند لیکرا است کہ از اجمیر چہا کہ روہ راہ
خواہد بود منقول است از رسالہ انیس العارفین کہ حضرت پیر دستگیر
احوال پیر و مریدان خود را نوشتہ اند و در مسجد بغداد کہ مشہور است
بمسجد خواجہ جنید قدس اللہ سرہ دولت پائے بوس حاصل کردہ اند۔
حضرت پیر دستگیر فرمودند کہ مشائخ کبار حاضر بودند کہ این درویش و
بزمین نہاد و بایستاد، پیرین فرمودند دو رکعت نماز بگذار، بگذار دم
فرمودند مستقبل قبلہ بنشین، بنشستم، فرمودند سورۃ البقرہ بخوان خواندم
فرمودند شصت بار کلمہ سبحان اللہ بگو، گفتم، انگاہ خود بایستادند

وروے سوئے آسمان کردند و دست مرا گرفتند و گفتند بیایک بخدائے رسانیدم
 ہمیں کلمہ کہ فرمودند کلاه چار تیر کی مبارک بر سر نہادند و کلمہ خاص عطا
 کردند، انگاہ فرمودند بنشین، شستم، فرمودند، ہزار بار سورہ اخلاص
 بخوان، خواندم، فرمودند کہ در طبقات مشاخ ما ہمیں یکشبار روز
 مجاہدہ است، برویک روز و یک شب مجاہدہ کن، بحکم حضرت ایشان
 یکشبار روز بطاعت گزارا بندم چون روز شد بخدست ایشان رفتم
 و روئے نہادم، فرمودند بنشین، شستم، فرمودند نظر ببالا کن، چون
 سوئے آسمان نظر کردم فرمودند تا کجای بینی، گفتم تا عرش عظیم، فرمودند
 در زمین ننگ ہمیں کہ در زمین دیدم فرمودند تا کجای بینی، گفتم تا تحت
 الثری، باز فرمودند کہ سورہ اخلاص بخوان چوں ہزار بار خواندم فرمودند
 باز سوئے آسمان ببین، چوں دیدم فرمودند تا کجای بینی، گفتم تا جاب
 عظمت، فرمودند چشم پیش کن، چہیں کردم فرمودند باز کن، چوں چشم باز
 کردم در انگشت خود بین نمودند و فرمودند کہ چہی بینی، گفتم ہزدہ ہزار
 عالم را تماشا می کنم، ہمیں کہ این سخن گفتم، فرمودند کار تو تمام شد، بعد ازاں
 خشے در پیش بود، فرمودند کہ این خشت را بردار، چوں برداشتم مشتے
 دنیا را از زیر آن بیرون آمد، فرمودند برو برو و ایشان صدقہ کن، چنان
 کردم و باز آمدم فرمودند چند روز در صحبت ما خواہی بود گفتم فرمان خواہ
 راست، انگاہ حضرت خواجہ عثمان قدس اللہ سرہ بجانب شفق مسافر
 شدند و من در خدمت بودم، بشہرے رسیدیم و جماعتے را دریا فہیم

کہ از خود خبرند اشتند چند روز در آنجا گذر ایندیم چنین استماع افتاد که این
 جماعہ ہمیشہ در تخریب اند و ہرگز ہیشیاری نمی شوند، از آنجا متوجہ زیارت حرمین
 شریفین شدند، چون بخانہ کعبہ معظمہ رسیدند در زیر ناودان کہ محل
 اجابت دعاست، دست مرا گرفتہ در حق من دعا کردند، آوازے آمد کہ
 یا معین الدین محمد سنجری را قبول کردیم، چون از مکہ معظمہ بمدینہ مشرفہ رسیدند
 در روضہ منورہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم این درویش را فرمودند
 سلام کن، سلام کردم از روضہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام آواز آمد کہ
 وعلیک السلام یا قطب المشائخ، برو کہ بحال رسیدی و از مدینہ منورہ
 در خدمت پیر خود بطرف بخارا آمدم و با اکابر ہر جا صحبت میداشتتم، الفرض
 مدت دہ سال در خدمت پیر خود حضرت خواجہ عثمان ہارونی مسافرت
 کردم و باز حضرت خواجہ عثمان قدس اللہ سرہ معاودت نمودہ بہ بغداد
 آمدند و ایشان معتکف گشتند و بعد از چند گاہ باز مسافر شدند و دہ سال
 دیگر در سفر بودند و این درویش جامعہ خواب و ابریق حضرت ایشان را
 بر میداشتتم، چوں بستی سال تمام شد، حضرت خواجہ بہ بغداد آمدہ
 قامت نمودند و این درویش را فرمودند، دیگر من از اینجا بیرون نخواہم آمد
 ترا باید کہ ہر چاشتگاہ حاضر شوی تا ترا تعلیم فقہ و دیگر فوائد نمایم، پس درویش
 ہچنان میگردد و ہر روز بخدمت ایشان می رفت و آنچه از زبان مبارک
 ایشان می شنید بقلم می درآورد، القصہ آن حضرت بستی و ہشت
 روز در خدمت پیر خود حاضر شدہ و بستی و ہشت مجلس را نوشتہ

رسالہ ساختہ اند و دریں مجلس ہا ہمہ وعظ و نصیحت است کہ حضرت سالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم چنین فرمودہ اند و حضرات چہار یار بزرگوار رضی اللہ
عنہم ہر کدام چنین و چنان فرمودہ اند و در مجلس اول ازاں مجالس سخن
از ایمان کردہ و مجلس آخریں در توبہ نصوح فرمودہ اند و بعد ازاں حضرت
خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ روحہ فرمودند، اے معین الدین این ہمہ سخن
برائے کمال حال بود۔ ہر چہ گفتم باید کہ ہمہ را بعمل آوری تا فردائے قیامت
تو مندی حاصل نشود، چوں نصلح و مواعظ تمام شد، خرقہ و مصلی و
عصائے خود را بحضرت پیر دستگیر عنایت کردہ فرمودند کہ یادگار خواجہ گان
ماست بستان و باخوردار و بعد از خود ہر کرا مردیابی باو بدہ۔ گویند حضرت
خواجہ ماقدس اللہ سرہ از او تاد بودہ اند و حضرت پیر دستگیر اکثر دوکانہ از بہر
یگانہ میگذارند و اکثر صلوات بر سید انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میفرستادہ اند
در وقت تناول طعام بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ می گفتند این
بیت و این مصراع را بر زبان گہر بار اکثر می آوردند۔ بیت

خو برویاں چو پردہ برگسیرند

عاشقان پیش شاں چنان میرند

”صحبت نیکان بہ از طاعت بود“ بعضی گفتہ اند کہ آنحضرت
در اصل متاہل نشدہ اند و بعضی گفتہ اند متاہل شدہ اند اما فرزند نشدہ
و این ہر دو قول ضعیف است، قول صحیح آنست کہ آنحضرت متاہل
شدہ اند و فرزندان حاصل گشتہ اند چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی در کتاب

”اخبار الاخیار“ خودنوشتہ اند کہ آنحضرت دو کدخدائے داشتند یکے بی بی عصمت کہ ذکر ایشان سابق مرقوم گشته، دوم آنکہ حضرت پیر دستگیر شبے در واقعہ دیدند کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میفرمایند:-

— اے معین الدین محمد تو معین دین ہائی، سنتے از سنتہائے ماترک کردہ اتفاقاً ہماں شب عالم قلہ بتلی ملک خطاب نام بر سر کافر آن آخرو و تاختہ بود و دختر راجہ آن دیار اسیر او گشت و ملک خطاب مرید حضرت پیر دستگیر بود، آن دختر آئہ آورده بود و خدمت حضرت ایشان گذرایند و آنحضرت قبول کردند و نام اورا امۃ اللہ نہادند و از ہر یکے ازین دو خاتون اولاد شد، حضرت بی بی حافظہ جمال در تہ پائے پدر بزرگوار خوہاست و جنت شریعت ایشان شیخ رضی بودہ اند و قبر شیخ در یکے از قببات ناگوراست بکنار حوضے کہ آن رامندر لامیکویند و از بی بی دو پسر شدہ بود کہ در حال طفولیت ازین عالم فانی رحلت کردند بعضے از مردم عوام میگویند کہ بی بی دختر حقیقی حضرت پیر دستگیر نبودند، دختر خواندہ آنحضرت اند لیکن سخن عوام را اعتبار سے نیست چرکہ این مقدمات در کتب مندرج است و منقول است کہ حضرت پیر دستگیر را ۳ پسر بودہ است، شیخ ابوسعید و شیخ فخر الدین و شیخ حسام الدین، اختلاف است درین کہ ہر سہ از بی بی عصمت اند یا از بی بی امۃ اللہ، سید محمد کلبیو دراز کہ مرید حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہ اند یا یک جماعہ در ایشان ہرین اند کہ ہر سہ از بی بی عصمت شدہ اند و دو فرزند دیگر از بی بی امۃ اللہ

اندو الله اعلم بالصواب۔ شیخ فخر الدین قدس اللہ سرہ بسیار بزرگ
 صاحب حال و مقامات عالیہ بوده و بسبب ذراخت اشتغال دانشمند
 موضع ناندن که در جوانی اجمیر است اجیاساخته اندو آنچه در ملفوظات
 مشائخ چشتیہ مسطور است کہ فرزندان آنحضرت را از یہی اجیاسے
 بودند و حاکم مزاحمتی رسانید و بدین جهت بدین تشریح آوردند کہ
 شیخ فخر الدین بوده اند و ایشان بعد از پیر بزرگوار خود بیست سال در
 حیات بوده اند و در قسمہ تمروا کہ از خطبہ اجمیر ثانیہ ذکر و نامست
 حق پیوستہ اند و مدفن شریف ایشان نزد بابہ حوض تشدیبہ کور
 شیخ حسام الدین پسر خود حضرت پیر و تشکیہ پیر و در حین کربلا ایشان غایب
 شدہ۔ لاجتہاد الیٰ اللہ پیوستہ اند در انجبالہ اخبار شیخ عبدالمحن و بلوی
 نوشتہ اند کہ اولاد و حضار آنحضرت متیقن است و آنچه بعینہ مر و ہم خواہم
 گویند کہ حضرت خواجہ بزرگوار حضور بوده اند و فرزندان تراشند فاضل
 فاضل است۔ ذکر اولاد آنحضرت در ملفوظات مشائخ چشتیہ واقع
 است۔ شیخ فریدنبیرہ شیخ حمید الدین ناگوری اند پیر خود نقل کرده کہ
 حضرت خواجہ مارا فرزندان حاصل شدند از من پیر بزرگوار کہ حمید چو است
 پیش ازین کہ قوی و جوان بودیم ہر چہ از در گاہ حضرت عزت علی طلبیدیم
 زود می یافتیم۔ اکنون کہ پیر و ضعیف شدیم حاجت بدعا می شود و کار بہ
 درنگ می کشد۔ بندہ عرض کرد کہ حضرت را از و شنیدہ است کہ چون حضرت
 مریم را علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل شدہ بود

میوه زمستان بہ تابستان میرسید و بے منت در محراب حاضر می یافت، چون
 عیسیٰ علیہ السلام متولد شدند حضرت مریم منتظر شدند کہ رزق بچیان خواهم
 یافت فرمان آمد کہ برو و شاخہائے درخت خرمار را بسوئے خود بکنیان تا بر تو
 خرابے تازه بریزد، در اں حال و دریں حال این قدر تفاوت است حضرت
 خواجہ را این جواب از بندہ قبول افتاد و یہ پسندیدند۔ شیخ فخر الدین ولد
 آن حضرت را پسرے بود شیخ حسام الدین سوخته، بسیار بزرگ بود
 اند، با حضرت شیخ نظام الدین یادونی قدس سترک صحبت داشته بودند
 قبر شیخ حسام الدین سوخته در قصبہ سنا بھر طرف مغرب بر سر راه خطہ
 اجمیر واقع است۔

خواجہ معین الدین خورد، پسر بزرگ شیخ حسام الدین سوخته اند و
 ایشان را خورد نسبت بک حضرت خواجہ بزرگ می گویند و ہمیں منقبت و
 افتخار بایشان بس است، خواجہ خورد در ویشے کامل بوزہ اند و پیش از
 آنکہ مرید شوند بکسب ریاضت و مجاہدت کار بجائے رساینده بودند
 کہ بے واسطہ از حضرت پیر دستگیر خواجہ بزرگ استفادہ می کردند و آخر
 بحکم آنحضرت مرید حضرت شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ شدند
 حرقہ خلافت ایشان پوشیدند و یکے از بنایر حضرت پیر دستگیر خواجہ
 بزرگ شیخ بایزید بودند، وقتے کہ سلطان محمود غلجی بادشاہ ماند و بود،
 شیخ بایزید بعد از عمر با از سفر باز آمدند و دعائے نسبت و فرزندگی
 آنحضرت کردند و سلطان محمود غلجی ایشان را بتدریس خطہ اجمیر نصب کرد

ایشان عالم کابل بودند شیخ احمد مجبرد گفته اختلاف مردم کہ در فرزندان
حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ روحہ مشہور است در ہمیں شیخ یابزدید
است کہ بعد از مدتی از اقامت نمودن باجمیر جماعۃ انکار فرزند می ایشان
کردند بیادشاه وقت رسانیدند۔ یادشاه از علماء و مشائخ آن زمان
استفسار کرد شیخ حسین ناگوری و مولانا شتم جمیری کہ از علماء عصر و قریب
اجمیر بودند با علماء دیگر گواہی دادند کہ شیخ از فرزندان شیخ قیام الدین
بن شیخ حسام الدین بن شیخ فخر الدین بن حضرت خواجہ معین الحق و المصنف
والدین اند قدس اللہ ارواحہم و شیخ حسین یفرزند ان شیخ یابزدید نسبت
خویشی کرده اند و دختر داده اند ازین ظاہر است کہ نسبت فرزند می
ایشان بر شیخ حسین متحقق شدہ، معلوم ہنگنان کہ پیر دستگیر خواجہ معین الحق
والدین محمد قدس اللہ تعالیٰ سرہ از سادات حسینی بودہ اند و بلاشبہ اولاد
امجاد حضرت سید المصلین اند علی اللہ علیہ وسلم درین سخن نیست چون
یادشاه عصر حضرت خلافت پناہ صاحبقران ثانی شاہ جهان بادشاہ
خلد اللہ ملکہ کہ والدین ضعیفہ اند، بر حقیقت سیادت حضرت پیر دستگیر
اظہار نہ افتند بنا بر ان در تفحص این امر بودند و این فقیر مکرر گفت
کہ ایشان سید بودند یا ورمی کردند تا آنکہ روزے اکبر نامہ مطالعہ می نمودند
شیخ ابوالفضل حقیقت سیادت حضرت پیر دستگیر و شہ از احوال سعادت
اشمال آنحضرت را در اکبر نامہ ذکر کردہ، بنظر مبارک ایشان در آمد،
از ان روز این معنی کہ روشن تر از آفتاب بود بر یادشاه ظل اللہ ظاہر گشت۔

و بد آنکه حضرت پیر و سنگیر را چشتی ازین جهت گویند کہ چشت نام قصبہ
از ولایت خراسان، چون اولیاء اللہ مثل حضرت خواجہ ابوالاحمد ابدال چشتی
و خواجہ ابو محمد چشتی و حضرت خواجہ مودود چشتی و حضرت خواجہ یوسف چشتی
قدس اللہ اسرارہم انہاں قصبہ بودند بنا بر ایں سلسلہ را چشتیہ گویند
ہر کس از مریدان ایشان است اورا چشتی می نامند و حضرت پیر و سنگیر
حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری روح اللہ روحہ در ہمیں سلسلہ چشتیہ
مرید شدہ اند و نسبت ارادت ایشان بہ پانزودہ واسطہ بحضرت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم میرسد و مرید خاص و خلیفہ بزرگ حضرت پیر و سنگیر
حضرت خواجہ قطب الدین احمد نختیار چشتی کالی اند و مرید و خلیفہ خاص
ایشان حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجمودھنی و مرید و خلیفہ خاص
ایشان حضرت شیخ نظام الدین محمد بدونی و مرید و خلیفہ خاص ایشان
حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس اللہ اسرارہم۔

صاحب "سیر العارفین" می نویسند کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود
خرقہ خلافت بہیچ کس ندادہ اند و در وقت تدفین بموجب وصیت
ایشان خرقہ و عصا و تسبیح و کاسہ چوبین و نعلین را با ایشان در قبر
گذاشتند۔

باتمام رسید شمعہ از ذکر حضرت پیر و سنگیر
قدس اللہ سرہ لیس لازم دانست کہ پارہ از احوال خلفائے کبار انحضرت
را کہ اسامی ایشان، بالاندک و روشدہ دریں رسالہ مندرج سازد
واللہ الموفق بالتمام

ذکر حضرت قطب مشائخ کبار و قدروہ اکابر عالی مقدار
 عارف معارف بانی سالک مسالک حق بینی و خدوانی
 خواجہ قطب الدین بختیاراوشی کالی قدس الشریف
 نام شریف ایشان بختیار است و لقب قطب الدین ایشان
 مرید و خلیفہ حضرت پیر و سنگ خواجہ معین الملک و الحق و الدین رحمہ اللہ اند
 قدس اللہ روحہ اصل ایشان از اوش است و آن قصہ ایست از
 ولایت مادر النہر بسیار بزرگ و صاحب کرامات و مقامات عالیہ
 بود و اندک پادری بزرگوار ایشان کمال الدین احمد موسی حضرت خواجہ
 را طفل گذاشته از دنیا رحلت نموده اند و والدہ ماجدہ ایشان کہ بسیار
 عقیقہ صالحہ عابد بودند تربیت می کردند چون بہ پنج سالگی رسیدند
 بامر و صالح کہ ہمساخی ایشان می بود ہمراہ ساختہ بہتہ تعلیم آن مجید
 نزد منکم فرستادند و در راه حضرت خضر علیہ السلام با آن مرد صالح
 ملاقات نموده گفتند این طفل را بمن ہمراہ کن کہ معالمت بسیارم و
 ایشانرا با خود ہمراہ گرفته نزد حضرت شیخ ابو حفص برده گفتند کہ این
 طفل از خاندان بزرگ است و بزرگ خواهد شد شیخ ابو حفص با ایشان گفتند

این شخصے کہ ترا آورده بود، حاضر بود، علیہ السلام و از برکت صحبت شیخ ابو حفص
 ایشان را فتوحات غیبی و فیوضات لاریبی روئے نمود و علوم ظاہری و
 باطنی حاصل آمد و بمعاملات دینی و حالات یقینی رسیدند و ریاضت و
 مجاہدت بسیار کشیده و کامل و مکمل گشتند۔ ہمدراں ایام حضرت قطب
 الاولیا پیر و ستگیر خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ با آنجا رسیدند و ایشان
 حلقہ ارادت آنحضرت در گوش و دست بیعت دادند و بشریت
 خلافت مشرق شدند و از اوش بجانب بغداد عزیمت نمودند و
 شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ ابو جلال الدین کرمانی و دیگر
 مشایخ آن دیار را راجعاً اللہ تعالیٰ دریافتند، چوں شنیدند کہ حضرت
 پیر و ستگیر متوجہ ہندوستان گشتہ اند، ایشان نیز با اتفاق شیخ جلال الدین
 تبریزی قدس اللہ سرہ روانہ ہندوستان شدند و در ملتان یا حضرت
 قدوة ابو اصلین و العارفين شیخ بہار الدین زکریا روح اللہ روح
 ملاقات نمودند و در صحبت ایشان می بودند، ہمدراں ایام لشکرے
 از دشمنان آمدہ قلعہ ملتان را محاصرہ نمود و کار برباہل شہر و قلعہ بسیار
 تنگ شد، حاکم شہر التجا بخدمت حضرت خواجہ قطب الملئہ والدین
 آورد و ایشان دعائے تجواندہ بر تیرے دمید و فرمودند کہ این تیر را
 وقت شام بجانب لشکر دشمن بیندازید۔ حاکم چنین کرد۔ ہماں شب
 دہشتہ بردشمنان افتاد و خود بخود بگریختند و خالق خدا از شکر ایشان

دا، آنها

نجات یافتند۔

گویند حضرت سلطان العارفین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس اللہ
 سمرہ نیز در ملتان بشارت ارادت حضرت قطب الاولیاء مشرف شدند و حضرت
 خواجہ از ملتان متوجہ دہلی گشت و سلطان شمس الدین پادشاہ دہلی قدم
 سعادت لزوم حضرت ایشاں راعطیہ از عطا یائے الہی دانستہ استقبال
 نموده با عزت تمام لشہر آورد و حضرت ایشاں در موضع کبیلو کھری نزول
 فرمودند و حضرت شیخ محمد عطا کہ بہ حمید الدین ناگوری مشہور اند و دیگر
 مشائخ در خدمت و صحبت حضرت خواجہ قطب الاولیاء حاضر می بودند و
 سلطان شمس الدین در ہفتہ دوم مرتبہ بہ ملازمت ایشاں میرفت آخر
 بالحاج تمام التماس کرد کہ حضرت والا کرم نموده در شہر اقامت فرمایند التماس
 سلطان را قبول فرمودہ بشہر نزدیک آمدہ در مسجد ملک عز الدین فرود
 آمدند و عریضہ باشتیاق تمام بخدمت حضرت پیر دستگاہ قطب الاق
 خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ نوشتند و التماس کردند کہ اگر اشارت شود
 بسعادت ملازمت برسد آنحضرت در جواب نوشتند کہ تشریب جان را
 بعد مکانی مانع نیست۔ ہما نجا مشغول باشید کہ بتوفیق سبحانی ما با آن طرف
 متوجہ خواہیم شد و حضرت پیر دستگاہ از خطہ دلپذیر اجمیر عازم گشتہ
 بہ دہلی رسیدند و در منزل حضرت خواجہ قطب الملائتہ نزول فرمودند و ولتہ
 عظیمہ با ایشاں روئے نمود و تمامی اکابر و اہالی آن شہر بسعادت ملازمت
 ایشاں مستعد گردیدند و حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نیز در آن

آیام در خدمت پیر خود حضرت خواجہ قطب الدین بودند و سعادت
 دست یوس آن حضرت را در یافتند و حضرت پیر دستگیر بارہا فرمودہ
 اند کہ بابا بختیار شاہ مبارک سے عظیم در دام آورده کہ جز سدرۃ المنتہی
 آشیانہ نگیرد و بعد از چند روز حضرت پیر دستگیر خانم اجمیر گشتند و حضرت
 خواجہ ہم در ملازمست روانہ شدند ازین معنی اہل شہر را حالتی سخت
 روئے نمود و تاب حیران و جدالی از خدمت ایشان نداشتند کہ زاری
 بسیار می نمودند و سلطان شمس الدین نیز خود را با اضطراب تمام بخدمت
 آن حضرت رسانید و الحاح و تضرع مالاکلام در بودن حضرت خواجہ
 کرد. حضرت پیر دستگیر ایشان را رخصت مراجعت فرمودند.
 حسب الامر حضرت پیر خود برگشتہ در دہلی ماندند و بار شاہ طائبان
 مشغول گشتند ہرگز از کسی فتوح قبول نمی کردند و اکثر با خضر علیہ السلام
 صحبت می داشتند و در اواخر حال متاہل شدند و اللہ تعالیٰ در و بس
 تو اماں عطا فرمود و در رسالہ دیگر نوشتہ دیدہ شد کہ حضرت خواجہ
 قطب الدین در خدمت حضرت پیر دستگیر خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ
 بودند چون چہل روز برہلت آن حضرت ماند، خرقہ خلافت و مصلیٰ و
 عصا و نعلین بایشان عنایت نمودہ، رخصت دہلی فرمودند و آئندہ
 خبر آورد کہ بعد از روانہ شدن شما آن حضرت بیست روز در حیات
 بودند۔ حضرت خواجہ قطب الملک را کالی ازان
 گویند کہ فقر بایشان غالب بود حرم محترم حضرت ایشان بعد از یک

فاقہ و دوفاقہ از دین بقائے آن قدر کہ کفاف شود قرض میگردند. روزی
 دین مذکور حرف ناملائم گفت، حرم ایشان بعرض رسانید کہ او چنین
 گفته، فرمودند بعد ازین از قرض نکنید و طاقی کہ در حجره ماست
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ گفته و دست در آن طاق کرده
 بقدر احتیاج کاک از آنجا بردارید و قوت خود و دیگر بستگان سزید
 چنین می گردند و کاک ہائے گرم از قدرت الہی بیرون می آید و قوت
 عیال و فقرا می شود و الحال نیز مجاوران روضہ متورّہ ایشان کاک
 می برند و بر آنرا در و ایشان قسمت می نمایند. وجہ تسمیہ کاک طوری
 نیز گفته شدہ، اما آنچه معتبر است و در کتابہا نوشته اند این است کہ
 قلمی گردید بر

کشتگان خنجر سلیم را!

ہرز مال از عیب جانے دیگر است

ببخوانند و حضرت خواجہ را و جدیے عظیم در گرفت و تا سہ روز قوالان
 ہمیں بیت را تکرار می گردند و ایشان بہوش بودند و در وقت نماز
 بہوش می آمدند و باز ہمیں بیت را بقوالان فرمودہ بہوش می شد تا
 چہار روز این حالت بود، شب چہارم حال دیگر گوی گشت و
 سر مبارک ایشان در بغل قاضی حمید الدین ناگوری پائے
 در کتابت شیخ بدر الدین غزنوی بود، قاضی حمید الدین چون حال بد

(۱) حال -

سوال دیدار حضرت ایشان پرسیدند که از خلفا کدام بر سجاده حضرت نشینند،
 فرمودند خرقه و عصا و مصلی و نعلین حضرت پیر و شکر که بمن رسید، شیخ
 فریدالدین مسعود اجمود هندی بر ساینده و طائر روح حضرت ایشان بملا بر اعلیٰ
 پرواز نمود حضرت شیخ فریدالدین در قصبه هانسی بودند و این قضیه را در
 واقعہ دیدہ متوجہ گشته روز سبعم از رحلت حضرت خواجہ بدلی رسیدند
 روئے خود را بمرقد منور پیچید و سووند و همان روز بموجب وصیت ایشان
 خرقه خلافت پوشیده بران مصلی نماز ادا کردند و در جائے مبارک پیر
 خود بنشستند و وفات حضرت ایشان روز دوشنبہ چہار دہم ماہ
 ربیع الاول سال ششصد و سی و سہ ہجری بودہ و مرقد در دہلی کہنہ است۔

ذکر سالک مسالک ترک و تجرید، عارف معارف
 توکل و تفرید، امیر مملکت حقیقت، پیر طایبان طریقت
 پیشوائے عارفان کامل، مقتدائے سالکان واصل، راہبر
 طریق ہدی، صاحب زہد و ورع و تقویٰ سلطان
 التارکین شیخ حمید الدین ناگوری قدس اللہ تعالیٰ سرہ

لقب ایٹان سلطان التارکین است از خلفائے بزرگ
 حضرت پیر دستگیر اند۔ صاحب کشف و کرامات و حال و مقامات
 عالیہ بودہ اند تجرید و تفرید و توکل ایٹان بر کمال بودہ و در ریاضت و
 مجاہدت قدمے راسخ داشتہ اند از اولاد سعید بن زید اند رضی اللہ
 عنہ کہ از عشرہ مبشرہ بودہ اند۔ حضرت شیخ عمر دراز یافتہ اند چنانچہ
 تا اوائل ایام حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین قدس اللہ سرہ
 در قید حیات بودہ اند۔ نقل است کہ روزے حضرت پیر دستگیر
 قدس اللہ روحہ وقت خوش بود، فرمودند ہر کس ہر چہ میخواست لطلبید کہ
 ابواب اجابت مفتوح است، شخصے دین خواست، دیگرے خواہش

دنیا نمود، شیخ حمید الدین فرمودند بخوابی کہ در دین و دنیا معزز و مکرم باشی ایشان عرض کردند، بنده را خواستی نمی باشد خواست خواست خداوند تعالی است، بعدہ روی مبارک بجانب حضرت خواجہ قطب الدین کردہ ہمیں سخن فرمودند، ایشان نیز بھی جواب دادند کہ بنده را اختیارے نیست حضرت پیر دستگیر فرمودند التارک الدنیا و الفارغ عن العقبی سلطان التارکین ملقب شدند۔ گویند حضرت ایشان را در موضع سوالی کہ از مضافات ناگوار است بکدو و طنباب زمین اچھائے بود کہ بدست خود کیشت و کار نموده محصول آنرا قوت خود و عیال میکردند۔

گویند حضرت پیر دستگیر فرمودند کہ اولاد معین الدین و حمید الدین یکبیت آخر الامر بچنان شد کہ آن حضرت فرمودہ بودند در میان اولاد امجاد حضرت پیر دستگیر و شیخ حمید الدین نسبتہا و خویشیہا واقع شد۔ ایشان را تصنیفات بسیار است و سخنان بسیار عالی است، از انجملہ این است کہ گفتہ اند حق تعالی را چون مشہرہاں طلب نہ کنی و ترک طلب چوں معطلان نیگیری یعنی طلب نہ کنی و طلب فرونگذاری۔ اللہ تبارک و تعالیٰ در جہتے نیست تا با آن طرف حرکت کنی و در مکان نیست تا آن مکان را لازم گیری۔ آئندہ نیست تا بدعا و زاری بخوانی۔ و در نیست تا بہ نزدیک او شوی، گم شدہ نیست تا بجوی۔ زمانی نیست تا منتظر زمان باشی، این ہمہ نفی طلب است پس اثبات کلام

است آنکہ نفی خود و نفی اوصاف خود کنی تا از صفات بشریت بگذری و از
 جمله صفات ملکیت کنارہ گیری و از جملہ اشیاء مجرود و منفرد آئی طلب آن
 نیست کہ اثبات او کنی، طلب آنست کہ خود را محو سازی، طلب آن
 نیست کہ بدو تازی، طلب آنست کہ خود را در و بازی، طلب آن
 نیست کہ او را بجوئی طلب آنست کہ ترک خود و بگوئی تو آئینہ صاف کن
 چون صاف شدہ عکس ضروری او چو در است، و البتہاں فرمودہ اند اول
 مرتبہ سلوک چیست، آنکہ از کونین بر آئی بمقصود چیست، آنکہ کونینہائی
 را ہی در پیش نہادہ اند، ہم پار یک و ہم دراز و ترا عمرے دادہ اند ہم
 تا یک و ہم کوتاہ و درین تاریکی بر آئے تو ما ہتتابے از مطلع عنایت طالع
 کردہ اند، بر خیز و اشتاب و این ما ہتتاب را عنایت دار و این عمر کوتاہ
 را گذر شدہ انگار، و خود را از مردگان بشمار و اگر مردہ، مردنی میدان۔

جانہست ہر آئینہ نخواہد رفتن

اند غم عشق اورود اولی تر

اما خواجہ بر سبتہ عنایت خوش خفتہ است و نمی داند کہ دعویٰ محبت کہ کردہ
 است و بہر کس دعویٰ محبت کند، چون متب در آید و با محبوب شخس پیر نام
 او در دفتر گذا یار، نویسند۔ از البتہاں پرسیدند شریعت و طریقت را چگونہ
 یکے دانیم، فرمودند حیا نچہ تو جان و تن خود را یکے میدانی، طریقت حبان
 شریعت است،

پرسیدند کہ راہ منزل ارباب شریعت و اصحاب طریقت کدام

است، فرمودند: راه منزل از باب شریعت از نفس و مال برآمدن است
 و بیغم میقیم در آمدن و راه منزل اصحاب طریقت از جان و دل برآمدن
 است و بگذرد و عدت در آمدن - پرسیدند که مالک الملک کجاست
 تا به او رو آریم، فرمودند کجاست که نیست اینها تو لَوْ اَفْتَهُ وَجْهُ
 اللّٰه - پرسیدند کسے اورا دیدہ است کہ بنماید، فرمودند... کہ دیدہ است
 آنکہ یادیدہ است، نہ آنکہ بے دیدہ است۔

پرسیدند آتش دوزخ با درویشاں چه کار دارد، فرمودند کہ آتش دوزخ
 با درویشاں بیچ آمیزش و آویزش ندارد، اما فقر کو، و فقیر کجا، فقر سیاہی است
 کہ الفقر سواد الوجه فی الدارین سیاہ رویے باید فقر در
 سرائے سینہ او فرود آید۔ پرسیدند فقر بہر حال مذموم است۔ فرمودند فقر
 امر عدی است، بعد مخز کردن مذموم است و بوجود آن مخز کردن محمود
 الذین است کہ حضرت خواجہ عالم و مخز بنی آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی
 آلہ و اصحابہ سلم بوجود دنیا و آخرت مخزنہ کردند، چون کار بفقر رسید
 فرمود الفقر مخزی۔

وفات حضرت سلطان التارکین در بیست و نہم ماہ ربیع الآخر
 سال ششصد و ہفتاد و سہ ہجری بودہ، مرقدایشاں در ناگور است۔

(۱) اینکہ مشہور عوام است کہ مرقد شیخ حمید الدین ناگوری در دہلی بجوار مزار قاضی انوار
 خواجہ قطب الدین بختیار کالی است بیایہ تحقیق و تصدیق نہ رسیدہ۔

ذکر حضرت قدوة اولیائی کبار و عده مشائخ عالی مقدار
سلاطین عارفان اکمل، سر حلقہ و اصلان اجل زبدا کالمین
شیخ فریدال بن مسعود اجمودہنی المعروف بشکر گنج قدس سرہ۔

از کبار اولیائے دہر و بزرگان مشائخ عصر خود بودہ مرید و خلیفہ حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اند، قدس اللہ روحہ۔ پدرا ایشاں خواجہ ارادہ
سلطان محمود غزنوی و والدہ ایشاں دختر مولانا و جہاں الدین خجندی است
منقول است از حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام بداولی قدس اللہ
سرہ کہ شبے زردے بخانہ والدہ ایشاں درآمدنا بیدنا گشت دانست کہ
عائتہ بزرگبیت با خدا عہد کرد کہ اگر بیدنا گروم، دیگر وزدی نکم و مسلمان شوم،
چوں آن عقیقہ صالحہ بر ارادہ وزد مطلع گشت دعا کرد، وزد بیدنا شد و
بیرون رفت۔ روز دیگر بازن فرزندان خود آمدہ مسلمان شد و نام او عبد اللہ
نہادند و یکے از واصلان گردید۔ دیگر۔ در ملتان در مسجی مولانا منہاج
الدین ترمذی کہ سن شریف ایشاں بہتر وہ سالگی رسیدہ بود بہ تحصیل علوم
دینی مشغول بودند، ہمدراں ایام حضرت خواجہ قطب الملتہ والدین اوشی
دراں مسجد شریف آوردند و حضرت شیخ فرید الدین را اصلاح و تقوی

بر کمال بود از روی نہایت اخلاص بخدمت حضرت خواجہ آمدند، ایشان
 پرسیدند در دست شما چه کتابست، گفتند "نافع" است در علم فقہ حضرت
 خواجہ فرمودند انشاء اللہ تعالیٰ شمارا نافع خواهد بود، گفتند مرا خدمت حضرت
 نافع است وہم در آن مجلس مرید شدند، چون حضرت خواجہ از ملتان
 متوجہ دہلی شدند و ایشان سہ منزل ہمراہ پیر خود آمدند، آخر با اشارہ
 پیر مراجعت نموده بہ تحصیل علوم ظاہری مشغول گشتند و شغل باطنی نیز
 داشتند، چون علوم ظاہر و باطن حاصل آمد عازم دہلی گشتہ بخدمت پیر
 خود رسیدند و حضرت خواجہ از رسیدن ایشان بسیار مسرور و خوش وقت
 شدند و شہرت ایشان در دہلی بسیار شد، از خدمت پیر خود رخصت گرفتہ
 بقصبہ ہالسی رفتند بعد از رحلت حضرت خواجہ بدہلی آمدند و خرقہ
 خلافت را پوشیدند و یک ہفتہ در دہلی ماندہ بسبب هجوم خلایق باز
 بطرف ہالسی عازم گردیدند و چند گاہ در آنجا بودہ باز بچہتہ از دعائم
 مردم مسافر شدند و گذران ایشان بموضع اجودھن کہ نزدیک بیابان
 است افتاد، چون اکثر مردم از آنجا سست اعتقاد بودند۔
 متوجہ و مشغول حال ایشان نمی شدند در آنجا اقامت نمودہ بخاطر جمع
 مشغول گشتند وہم در آنجا حضرت ایشان را تاہل واقع شد و فرزندان
 حاصل آمدند و آوازہ مجاہدت و ریاضت و کرامت ایشان در اطراف
 و اکناف مشہور شد و طالبان راہ حق روئے ارادت باستانہ ایشان

را، فرمودہ۔

نہادند و بشرف دستبوس و بیعت مشرف شدہ بمراد می رسیدند، خوارق و
 کرامات ایشان زیادہ از انست کہ اندکے دریں رسالہ گنجائی داشته باشد
 حضرت ایشان را گنج شکر از اں گویند کہ وقتے در دہلی ہفت روز
 از جنس طعام چیزے نہ رسیدہ و افطار نہ کردہ بودند بخدمت پیر خود حضرت
 قطب الاولیاء می رفتند از غایت ضعف پائے مبارک ایشان بلغزید
 بیفتادند و اندک گلے بدان ایشان درآمد و بقدرت الہی شکر گشت
 چون بخدمت پیر خود رسیدند حضرت خواجہ فرمودند فرید الدین گلے کہ
 بدان تو رفت و شکر گشت چه عجب است حق تعالی وجود ترا گنج شکر
 گردانیدہ و ہموارہ شیریں خواہی بود۔ ایشان سر نیانہ بنزین تہا زید
 چون از آنجا باز گشتند ہر کس کہ ایشان را می دید می گفت فرید الدین
 مسعود گنج شکر می آید، وجہ تسمیہ گنج شکر بچند روش دیگر ہم مسطور شدہ
 اما آنچه در کتابہا مرقوم است این است کہ مسطور شدہ و حضرت
 ایشان صائم الدہر بودند و در حال بیماری نیز افطار نمی کردند و خوش
 ایشان اکثر میوہ ہائے جنگلی و گیاہائے صحرائی بود و اکثر بزرگان این سلسلہ
 علیہ صائم الدہر و قائم اللیل بودہ اند نقل است از حضرت سلطان
 الاولیاء کہ می فرمودند روزے حضرت گنج شکر دست بر محاسن کشیدند
 و موے جدا شد، التماس نمودہ آن موے را گرفتہ و تعویذے ساختہ
 ہمیشہ با خود داشتہ، چون بدہلی رسیدم ہر گاہ مرا یاد میکردے را بیماری جو
 میداد آن تعویذ را شستہ میخوردیم و اللہ تعالی شفای بخشید و

در شهر دہلی شہرت داشت و بیماریاں از من می بردند و صحت می یافتند و باز
می آوردند و آنرا در طاقے معین نگاہ می داشتیم۔ روزے یکے از دوستان
بر من آمد و بجهت بیماری پسر خود آن تعویذ را از من خواست، ہر چند
در آن طاق و دیگر جا ہا تفحص کردم نیافتیم۔ آن شخص نا امید برگشت و
پسرش ہمدراں بیماری فوت شد، بعد از ان آن تعویذ را در ہماں طاق
یافتیم۔ وہم از حضرت ایشاں منقول است کہ می گفتند چون حضرت
پیرا بیماری روئے نمود، مرا بعنایات خاصہ نواختہ بجانب دہلی رخصت
فرمودند و آب در چشم مبارک ایشاں گردید، من نیز وقت وداع بیشتر از
ہر مرتبہ کہ از خدمت ایشاں جدائی شدم اندوگین و غمناک شدم وہم
بداں حال بدہلی رسیدم ناگاہ خبر رحلت آنحضرت رسید کہ شبے بعد از
اولئے نماز عشر بیہوش گشتند، بعد از ہمیشاری از مولانا بدرالدین
اسحق پرسیدند کہ من نماز عشر گزارده ام، گفت بلے، بجهت احتیاط
باز نماز عشر گزاردند و باز بیہوش شدند، چون بخود آماندہ رسیدند
نماز عشر کردہ ام، گفت بلے، باز مرتبہ سیوم نماز عشر کردند بعد از ان
فرمودند نظام الدین در دہلی است، من نیز وقت رحلت پیر خود در
مانسی بودم و مولانا بدرالدین آہستہ فرمودند خرقہ کہ از حضرت خواجہ
قطب الدین بمن رسیدہ بدرویش نظام الدین سالی و وضو ساختہ دوگانہ ادا کردند
در بعد رحلت بزودی پوستاند۔ وفات حضرت ایشاں پنجم ماہ محرم ۶۶۲ھ روی
وادہ و مرقد شریف رقصیہ پن است کہ نزدیک ہورا است۔

ذکر حضرت سلطان الاولیاء، ملک التقیاء، صدر آرائے
 مسند عرفان، مسند نشین یوان ایقان، سلالہ اولیائے
 نقاوتہ پیشاں عظام، عارف معارف ربانی، سالک مسالک
 خدادانی شیخ نظام الدین محمد بدایونی قدس اللہ تعالیٰ سرہ
 نام پدر بزرگوار ایشان شیخ احمد بن دانیال است از غزنین بہ
 ہندوستان آمدہ بودند و در قصبہ بداول اقامت داشتند و حضرت
 ایشان را پنج سالہ گذشتہ بعائم بقار حلت نمودہ اند و ایشان را والدہ
 ماجدہ پرورش کردہ، چون بجد بلوغ رسیدند با کمال صلاح و تقویٰ بکسب
 علم ظاہری مشغول گشتند و در سن بیست و پنج سالگی بشہر دہلی تشریف
 آورده اند، والدہ شریفہ خود را نیز ہمراہ داشتند و در دہلی بہ تحصیل
 علوم مشغول شدند و بدرس مولانا شمس الدین خوارزمی کہ فاضل و کامل
 بود حاضر می شدند، اگرچہ مدار مملکت یاد شاہ عصر بمولانا مفوض بود و شمس
 الملک خطاب داشت اما تعظیم و احترام حضرت ایشان را بیشتر از
 علماء و فضلاء شہر کردے و حضرت ایشان حضور روزنہ، متاہل نشاندے

حجرۃ نزدیک خانہ حضرت شیخ نجیب الدین برادر حضرت گنج شکر داشتند۔
والدہ ماجدہ ایشان در ہماں ایام رحلت نمودہ چون قرب ظاہری یا طی
باشیخ نجیب الدین قدس سرہ واقع بود، اکثر بصحبت ایشان میرسیدند
اعتقاد و اخلاص تمام در خدمت ایشان داشتند۔ روزے از شیخ
نجیب الدین التماس فاتحہ نمودند کہ قاضی بجائے شوم تا عدل و انصاف
نسبت بخلق بظہور رسام، حضرت شیخ جو اب ندادند، باز مکرر التماس
فاکہ کردند، شیخ فرمودند، ہرگز قاضی نشوی لیکن چیزے شوی کہ من میدانم و
در آن ایام آوازہ حالات و مقامات حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر عالم را
فرگرفته بود، بعد از چند روز حضرت ایشان متوجہ اجودھن گشتند و
بشرف ملازمت حضرت پیر خود گنج شکر مستعد گردیدند و حضرت ایشان
می فرمودند چیل بہ بیعت و مریدی حضرت گنج شکر مشرف گشتم در آن زمان
فقر و عسرت بر حضرت پیر غالب بود چنانچہ در ہفتہ یک دور و زفاقہ
می شد و مردیاں ہر کدام بصرامی رفتند، یکے ویدہ کریل می آورد و یکے
آب و یکے ہیزم می آورد و من آن را دردیگے انداختہ می جو شانیدم و در کاسہ
کشیدہ بخدمت حضرت پیر خود گنج شکر می بردم یاں افطاری فرمودند و
بساتر در و ایشان قسمت می کردند و میسر نبود کہ تک دریاں انداختہ
شود روزے اندک نمیکے قرض کردم و دریاں انداختم، چون بخدمت
ایشان آوردم ازان تناول نہ کردند و فرمودند کہ دریں شبہ البیت،
عرض کردم شیخ معین الدین و مولانا بدر الدین اسحق و شیخ جمال ہانسوی و

مولانا حسام الدین ہر کد ام یک چیزے می آرند و فقیر می جو شام و احتیاط
تمام بکاری بریم، شبہہ از کجا باشد، بران حضرت ظاہر خواهد بود، فرمودند
نمکے کہ دین کردہ از کجا است گفتم آبر اقرض کردہ ام، فرمودند در ویشاں از
فاقہ بمیرند و از برائے لذت نفس قرض نگیرند۔ زیرا کہ در قرض و توکل بعد
المشرقین است۔ بعد از ان فرمودند کا سہارا بردارید و این ارشادے
بود کہ بمن کردند پس از ان وقت شرط کردم کہ ہرگز بہیج حاجتے قرض
نکنم۔ گلیھے کہ بران نشستہ بودند بمن عطا فرمودند و دعا کردند کہ ہرگز
محتاج قرض نشوی و وقتے کہ مالبطوف دہلی رخصت کردند و صیبت
نمودند کہ بہر طریقے کہ باشد خصمان را خوشنود گردان و اگر قرض کسے داشتہ
باشی باورسانی۔ چون بدہلی رسیدم بخدمت حضرت شیخ نجیب الدین
رفتہ و قصہ ملازمت و ارادت خود را کہ بخدمت حضرت پیر خود مودہ
بودم، گفتم، بسیار خوش وقت شدند، فرمودہ اند کہ چون بدہلی رسیدم
جائے کہ تو ام بفرارغ خاطر مشغول باشم بنزد و در آں ایام حفظ قرآن
میکردم و بصرارفتہ مشغول می شدم، روزیے بکنار حوض قتلغ رسیدم
در ویشی دیدم کہ صاحب حال بود، پرسیدم در شہری باشید، گفت
شہر جائے بودن و سکونت نیست، اگر حلاوت عبادت بخوابی در شہر
مباش۔ ببانغے رفتہ و تجدید و ضو نمودہ نماز گزاردم و مناجات کردم
کہ الہی ہر جا کہ صلاح حال من باشد اشارت شود تا در آنجا سکونت
نمایم آوازے شنیدم کہ جائے بودن تو غیبت پورا است، چون

چنین اشارت شد غیاث پور را محل اقامت ساختم، چنانچه الحال روضه
متبرکه حضرت سلطان المشائخ در ہماں جاست و در غیاث پورہ حجرہ
ساختہ بہدایت و ارشادِ خلق مشغول شدند و بسیارے روئے ارادت
عقیدت بایشاں آوردہ از معاصی و مناہی و ملاہی باز ماندند و امیر
سیف الدین لاجین با پسران خود عز الدین علی شاہ و حسام الدین احمد
و خواجہ ابوالحسن خسرو بخدمت حضرت سلطان الاولیاء آمدہ مرید شدند
امیر سیف الدین مرد صالح بود و خواجہ خسرو فرزند ایشاں کہ از تعریف و
توصیف مستغنی اند و ایشاں در سن ہشت سالگی مرید حضرت سلطان
الاولیاء شدہ اند و عنایت آنحضرت در بارہ ایشاں و اخلاص و اعتقاد
ایشاں در خدمت آن حضرت بدرجہ کمال بود، ازاں بود کہ بکمال رسیدند
ایشاں سلطان اشعرار و برہان الفضلہ در جمیع طرز سخن و نظم و نثر
یکانہ روزگار خود بودہ اند و جامع بودند میان علم ظاہری و باطنی و ریاضت
و مجاہدت بر کمال داشتند گویند ہر شب در سجد ہفت سہ پارہ
قرآن میخواندہ اند منقول است روزے کہ متولد شدند، پدر ایشاں
را در پارچہ پچیدہ نزد مجذوبے کہ بسیار صاحب حال بود، برد
آن مجذوب گفت آوردہ شخصے را کہ دو قدم از خاقانی پیش خواہد
بود و ایشاں با کمالات ظاہری و باطنی، علم موسیقی را جمع ساختہ
بودند و درین فن کامل بودند در و شش قول و ترانہ کہ درین وقت مشہور
است ایشاں وضع نمودہ اند و بیشتر از ایشاں.....

نمودہ۔ گویند عنایتِ حضرت سلطان المشائخ در بارہ ایشاں بحدے بود کہ روزے فرمودند، از ہمہ تنگ آیم و از تو تنگ نیایم۔ بار دیگر فرمودند از ہمہ تنگ آیم بحدیکہ از خود تنگ آیم اما از تو تنگ نیایم۔ تعریفِ حضرت امیر خسرو ازین بیشتر چہ تو اں کردن۔

گویند سلطان علاء الدین بادشاہِ دہلی برادرِ خود را بہ تسخیر مملکتِ فرستادہ بود مدتی بریں گذشت و خبرے از ونداشت، شخصے بخدمتِ حضرت ایشاں فرستاد و واقعہ را باز نمود و گفت من نیز باں طرف میخوابم لشکر بکشم حضرت قدم رنجہ فرمایند و مہر چہ اشارہ شود چہاں کنم و خواست کہ بایں تقریب قدم مبارک ایشاں بمنزل اور رسد و این شرف را در یاد حضرت سلطان الاولیاء در مراقبہ شدند و بعد از زمانے سر برداشتہ باں شخص فرمودند کہ برو و بسططان بگوے کہ فردا خبر فتح آن مملکت برسد و برادرِ شما نیز دریں زودے با عنایم بسیار خواهد رسید، چون این بشارت بسططان رسید بسیار خوشحال و مسرور گشت۔ روز دیگر شتر سوارے مشرکہ فتح آورد و بچہاں شد کہ آن حضرت فرمودہ بودند۔ سلطان پانصد دینار زر سہر خ شکرانہ بخدمت حضرت سلطان المشائخ فرستاد۔ درویشے در خدمت ایشاں حاضر بود، اسفندیار نام، گفت یا حضرت الہدایا مشترک ایشاں فرمودند اما تنہا خوشترک و آن پانصد دینار را باو عطا کردند۔ گویند ذوق و وجد حضرت ایشاں بدیجہ اعلیٰ و مرتبہ قصویٰ بود و سماع بسیار

فی فرمودند، خوارق و کرامات حضرت ایشاں زیادہ از انست کہ اندکے
 ازاں بہ تحریر در آید چوں سن مبارک ایشاں بہ نود و چہار سال رسید
 تا ہشت ماہ از ایشاں بول و براز ظاہر نشد، خادم را فرمودند ہر چہ
 از نقد و خیس در ملک ما باشد حاضر گرداں تا بہ مستحقان قسمت نمایم،
 گفت ہر چہ فتوح می رسید تا روز یکمئی ماند، چند ہزار من غلہ در
 انبار است کہ بفقرار رنگر بختہ می شود، فرمودند رو و بمصرف رساں،
 بعد ازاں جاہائے خاص خود را طلبیدند و بخلفاء عطا نمودند و ہر یک
 را بجائے فرستادند و حضرت شیخ نصیر الدین حاضر بودند، با ایشاں
 نہادند تا روز چہار شنبہ شد، ایشاں را طلب فرمودہ خرقہ و عصا و
 تسبیح و کاسہ چہین و آنچه از پیر خود حضرت گنج شکر یافتہ بودند، با ایشاں
 عنایت کردند و جانشین خود ساختہ بر حمت حق پیوستند۔

وفات حضرت ایشاں روز چہار شنبہ ہر دوہم ماہ ربیع الآخر
 سال ہفتصد و بیست و پنج ہجری واقع شد و مرقد شریف ایشاں
 در وہلی نواست درین وقت خواجہ خسرو یا سلطان غیاث الدین بنگالہ
 بودند چوں این خبر شنیدند بے رخصت سلطان متوجہ وہلی گشتند و مزار
 پیرانوار آن حضرت رسیدند، مقابل قبر بایستادند و گفتند، سبحان اللہ
 آفتاب زیر زمین و خسرو زندہ بروئے آن۔ روئے گرد آلود خود را باں
 مرقد منورہ سودہ بہوش شدند و جاہائے سیاہ پوشیدند و بعد از سہ
 و نیم ماہ ایشاں نیز رحلت نمودند و در پائے پیر خود مدفون گشتند۔

ذکر قدوة عارفان و خلاصه کاملان مکمل غواص لجة
 مفت در دریا حقیقت آسمان جهان و لایت
 قطب فلک کرامت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ
 نصیر الدین محمود اودھی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

از اکابر دین و بزرگان صاحب یقین بوده اند و حالات و مقامات علیہ
 کشف و کرامات جلیبہ داشته اند تولد ایشان در شہر اودھ بودہ و ایشانرا
 والد بزرگوار نہ سالہ گذاشتہ از عالم رحلت نمودہ و والدہ ماجدہ در پرورش
 و تعلیم علوم دینی ایشان مساعی جمیلہ نمود، علوم ظاہری را تا بیست و
 پنج سالگی کسب نمودند و بعد ازاں در تحصیل کمالات باطنی مشغول
 گشتند و ریاضت و مجاہدے عظیم داشتند و مدت ہفت سال با یک
 دو درویش تا نماز جماعت فوت نشود در صحرا ہا رفتہ مشغول می شدند
 اکثر اقطار ایشان بہ برگ بنہا لو بود چون چہل و سہ سالہ شدند مسافر گشتہ
 بدہلی رسیدند و بسعادت ارادت حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین
 محمد بدایونی قدس اللہ سرہ مشرف شدند و در خدمت پیر خود بطلب حق

مشغول می بودند و ایشان را در او دم خواهری بود رابعه وقت بجهت
تفقد حال همیشه از پی خود رخصت شده بشهر او دم میرفتند و بازمی
آمدند و اکثر در خانه شیخ برهان الدین غریب که یکی از خلفائے حضرت سلطان
الاولیا بود می بودند۔ حضرت سلطان الاولیا کلاه نمدی شیخ برهان الدین
عنایت کرده بودند و آن کلاه کم شده بود ازین جهت بسیار بلول و عکین
می بودند روزی ایشان در مراقبه بودند و شیخ برهان الدین اندوهناک
نزدیک ایشان نشستند چون ایشان سر برداشتند شیخ را بسیار
متالم یافتند سبب آن پرسیدند گفتند کلاه مبارک پیر و شکر کم شده
باز مراقبه نموده سر بر آوردند و فرمودند اندو بکین میباشد که کلاه را خوا
یافت باز یادتی، روز دیگر چیل شیخ برهان الدین بخدمت حضرت
سلطان الاولیا رفتند آن حضرت مصلائے صفت خاص را با ایشان
عنایت کردند شیخ مسرور و خوش وقت بخانه مراجعت نمودند و بجهت
نگاہ داشتن مصلا بقیه و اگر دند از اتفاقات حسنه کلاه را در آن بقیه یافتند
و شکر حق بجائے آوردند، ایشان فرموده اند که حق کسوت اینست که گندم
نما و جو فروش نباید بود، جفا باید کشید و وفا باید نمود، اگر سلطان الاولیا
نمی فرمودند که در شهر باش و جفا بکش، هرگز مرانیت در بودن آبادانی
نمود، در کوهستان و بیابان مشغول می بودم۔ گویند حضرت ایشان
برسنت پی خود عمل نموده متاهل نشده اند و حضور بوده اند و خلفائے
حضرت سلطان الاولیا بر وجود ایشان تفاخر می نمودند۔ استغراق و

تسلیم و رضائے حضرت شیخ بدرجہ اعلیٰ بود چنانچہ روزے در حجرہ خود مشغول
بودند قلندرے ترانی نام کہ خاک بر سرش باد حجرہ ایشاں در آمد و یا زده
زخم کار دبر وجود مبارک حضرت شیخ زده خون از حجرہ بیرون رواں شد،
نماز ماں خبر داری شدہ حجرہ در آمدند و حال را چنین دیدند و حضرت شیخ
بکمال خود مشغول بودند و اضطراب نداشتند، مریداں خواستند کہ قلندر
بدیخت را آزار رسانند، ایشاں منع فرمودند کہ، هیچ کس بہیچ وجہ یا آزار
نرساند و بیست تنگہ بہ قلندر انعام فرمودند و عند خواستند کہ مبادا دست
ترا در وقت کار و زدن آزارے مر سیدہ باشد، بعد ازین قضیہ سال
دیگر در حیات بودند و در ہز دہم ماہ رمضان المبارک شب جمعہ
رحلت ایشاں روئے دادہ و در حین رحلت مولانا زین الدین علی کہ
مرید و خادم بود عرض کرد کہ خلفائے بزرگ و مریداں حضرت بسیار اند
یکے راترقہ خلافت و جانشینی عنایت شود، فرمودند نام ہمہ را نوشتہ
بیارید، چنین کردند، چون نام ہمہ را شنیدند فرمودند با ایشاں بگو کہ غم
ایمان خود بخورید، چہ جائے آنکہ بار دیگر اں بردارید و وصیت کردند
کہ خرقہ حضرت پیر دستگیر را وقت دفن بر سینہ من بگذارید، و عصا را
بر ابرمں در لحد نہمید و تسبیح را در انگشت شہادت من خواہید
پیچید و کاسہ چوبین را در زیر سر بجائے خشت و نعلین را در آغوش
من خواہید گذاشت مریداں و فادماں بموجب وصیت ایشاں عمل
نمودہ۔ وفات ایشاں در ہز دہم ماہ رمضان المبارک وقت چاشت

سال ہفت صد و پنجاہ و ہفت ہجری روئے دادہ۔ مرتد در بیرون
دہلی نواست۔

خاتمہ بدانکہ چون این ضعیفہ راجیہ بعد از ادائے فرائض و
واجبات و تلاوت قرآن مجید بیچ امر شریف تر از ذکر حالات و مقامات اولیا
کرام قدس اللہ ارواحہم می داند بنام براں خلاصہ اوقات خود را بمطالعہ
کتب رسائے کہ مشتمل بر احوال سعادت مال بزرگان دین و اکابر صاحب
یقین است صرف می نماید کمال اخلاص و عقیدت مندی این فقیرہ
را براں داشت کہ مختصرے از احوال حضرت پیوستگی و خلفائے بزرگ
آن حضرت را روح اللہ ارواحہم تحریر نماید۔

الحمد للہ والمنتہ کہ بتوفیقات خداے علیم و قدیر و عنایات حضرت
پیوستگی بریں مطلب خود فائز گردید و این رسالہ مونس الارواح
بتاریخ بیست و ہفتم ماہ مبارک رمضان سال یکہزار و چہل و نہ
ہجری با تمام رسید و خلعت اختتام پسید و احوال این بزرگان را
کہ مقربان در گاہ صمدیت انداز کتب رسائے معتبرہ با احتیاط تمام بیرون
آوردہ بقید تحریر آوردہ شد و باعتبار این ضعیفہ آنچه دریں ثبت
گردیدہ صحت تمام دارد، امید کہ خوانندگان را فیض و بہرہ
تمام ازاں حاصل آید۔

تمام شد

ذکرِ حضورِ و نذرانہ عقیدت

بعد از حمد خدائے احد و صمد جل جلالہ و پس از درود رسولِ او محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میگوید فقیر و حقیرہ جہاں آرا کہ چوں از یادِ تو بخت و فیروزی طالع از درار الخلافہ اکبر آباد در خدمت والد بزرگوار خود متوجہ خطہ پاک حضرت اجمیر بے نظیر شدم از تاریخ ہر دہم ماہ شعبان المعظم سنہ یکہزار و پنجاہ و سہ ہجری تا تاریخ جمعہ ہفتم ماہ رمضان المبارک کہ داخل عمارت کنار تال آنا ساگر گشتم، موفق شدم بریں معنی کہ ہر روز و ہر منزل دو رکعت نماز نافلہ ادا میگردم و یکبار سورہ کینس با فاتحہ از روئے کمال اخلاص و عقیدت مندی خواندہ ثواب آنرا بروح پرفتوح مطہر و منور حضرت پیر دستگیر خواجہ معین الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشانی نمودم و چند روز کہ در عمارت مذکور توقف واقع شد از نہایت ادب شہرہا بر لپنگ خوابیدم و بطرف روضہ متبرکہ حضرت پیر دستگیر پا دراز ساختم، بلکہ پشت باں جانب نکردم و روز ہا در زین... در حال میگذرانیدم و بہ برکت آل حضرت و اثر فیضِ ایں سرزمینِ جنیت آئین جمعیت و ذوق ہاروستے، یاد و یک شب مولود و چہا غانے خوبے کردم و در زینت و خدمت روضہ آنچہ از دست آمدہ و خواہد آمد

تقصیری نہ خواہم کرد۔ الحمد للہ والمنة وصد ہزاراں ہزار شکر کہ یہ روز
پنجشنبہ چہار دہم ماہ رمضان المبارک سعادت زیارت مرقد منور
معطر حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل شد۔ یک پہر روز
ماندہ بروقتہ مقدسہ رفتم و رخ زرد خود را بخاک آل آستان سودا
واز دروازہ تا کتبہ مبارک پائے برہنہ وز میں بوس کناں رفتم و داخل
روقتہ شریف شدہ ہفت مرتبہ گرد قبر پیر خود گشتم و بکترگان خود
جا روب کردم و خاک خوشبوئے آنجا را تویائے چشم خود ساختم، دران
وقت عجب حالتے و ذوقے باین فانیہ روئے داد کہ تجریر راست نمی آید
از نہایت شوق سرا سیمہ شدہ بودم، نمیدانستم کہ چہ گویم و چہ کنم القصہ
عطر و عنبر اول بر قبر معطر و معبر آنحضرت بدست خود مالیدم و چادر گل کہ
بر سر خود برداشته آورده بودم بر بالائے قبر مبارک انداختم و در مسجد
سنگ مرمر کہ پدر بزرگوار حق شناس این حقیرہ راست کردہ اندر رفتہ
نماز ادا کردہ و باز در گنبد مبارک نشسته سورۃ جیس و فاتحہ بروح
پرفتوح خواندم و تا وقت نماز مغرب در آنجا بودم و شمع بروقتہ آنحضرت
روشن کردہ روزہ بآب جھالرہ افطار کردم۔ عجب شامے دیدم آنجا کہ
بہتر از صبح بود۔ اگر چہ اخلاص و محبت عقیدت فانیہ تقاضائے این نمی کرد
باین قسم جائے پرفیض و گوشتہ عافیت رفتہ باز سجانہ بیاید یا چہ چارہ
رشتہ در گردنم افکنده دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اگر اختیاری داشتیم همیشه در روضه آن حضرت که عجب گوشه عافیت
 است و من عاشق گوشه عافیت هستم، بسرمی بردم و بسعادتی طوف
 نیز مشرف می شدم، ناچار چشم گریاں و دل بریاں بصد هزار افسوس
 ازاں درگاه رخصت شده بخانه آمد و تمام شب طرفه بیقراری درین
 بود صبح آن روز جمعه والد بزرگوارم کوچ فرموده متوجه اکبر آباد شدند
 این کتاب مستطاب شریف و منیف را که این حقیره احوال با کمال سعادت
 اشتمال حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ را از کتب رسائل معتبره حسب
 المقدور بهم رسانیده نذر آنحضرت کردم که همیشه در روضه متبرکه و
 منوره بوده باشد امید از کریم و رحیم و لطف عمیم آن حضرت آنست
 که این رساله را ازین کمترین مریدان عقیدت نشان خود قبول خاص
 فرمایند و خوش کنند و توجه برین مرید داشته باشند

معین الدین مافانیست در حق

ازاں باقی شده در ذات مطلق



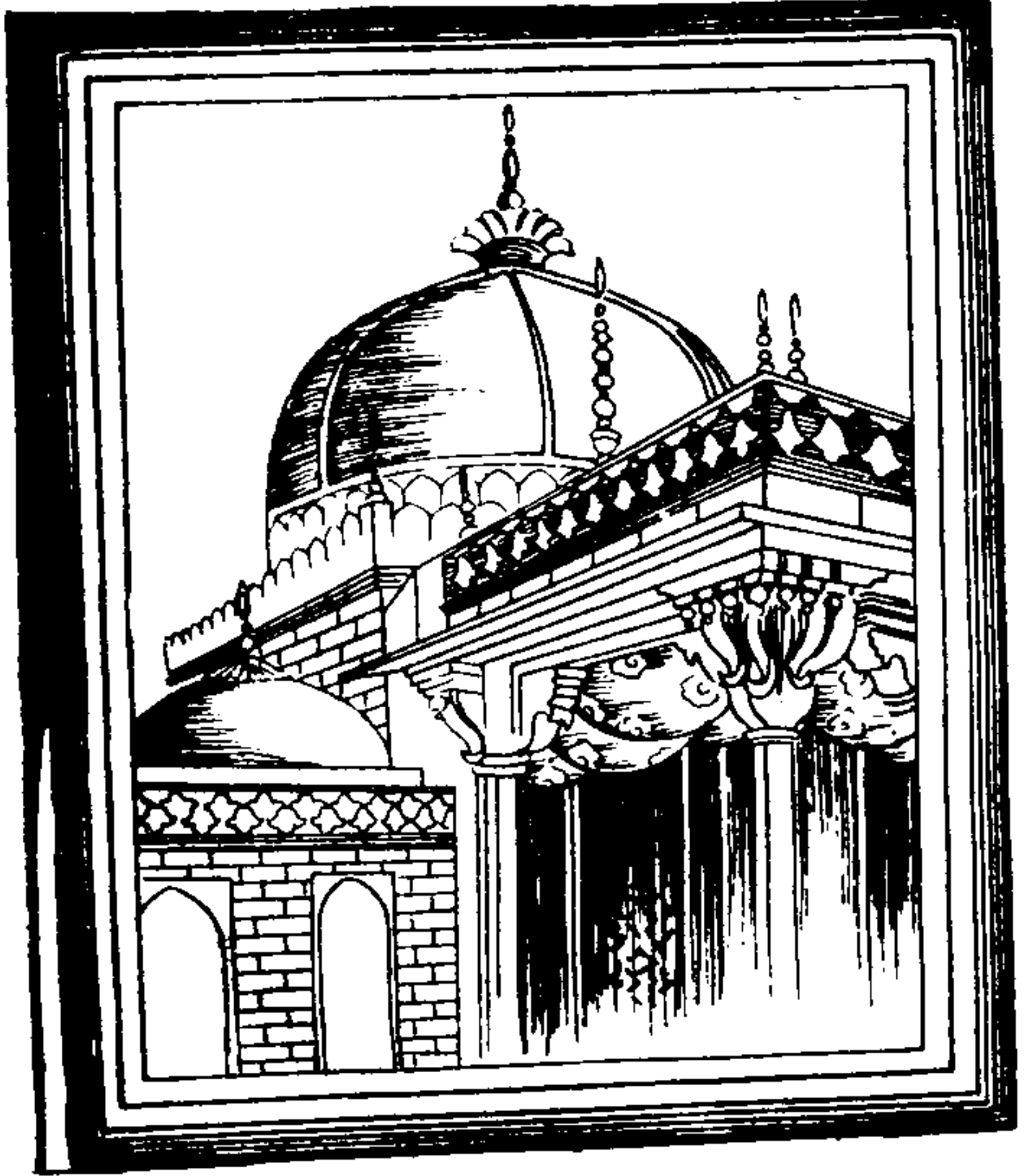
تاریخ رحلت حضرت خواجہ محمد معین الحق والدینِ حشری، سنجر، اجمیری

فیض بخشِ جہانِ بعلم و یقین
 خواجہ سنیق نما معین الدین !
 رونقِ خاندانِ چشت از دست
 زینتِ روضہ بہشت از دست
 سنجر، حشری است آن فیاض
 ہادی و مہدی است آن متراض
 جمعہ و ششمِ رجبِ بودہ !
 کز جہانِ خواجہ نقل فرمودہ
 سالِ نقاشِ جوانِ بصدق و صفا
 بیگان زیبِ جنتِ والا

۳۳ ۳۳ ۳۳

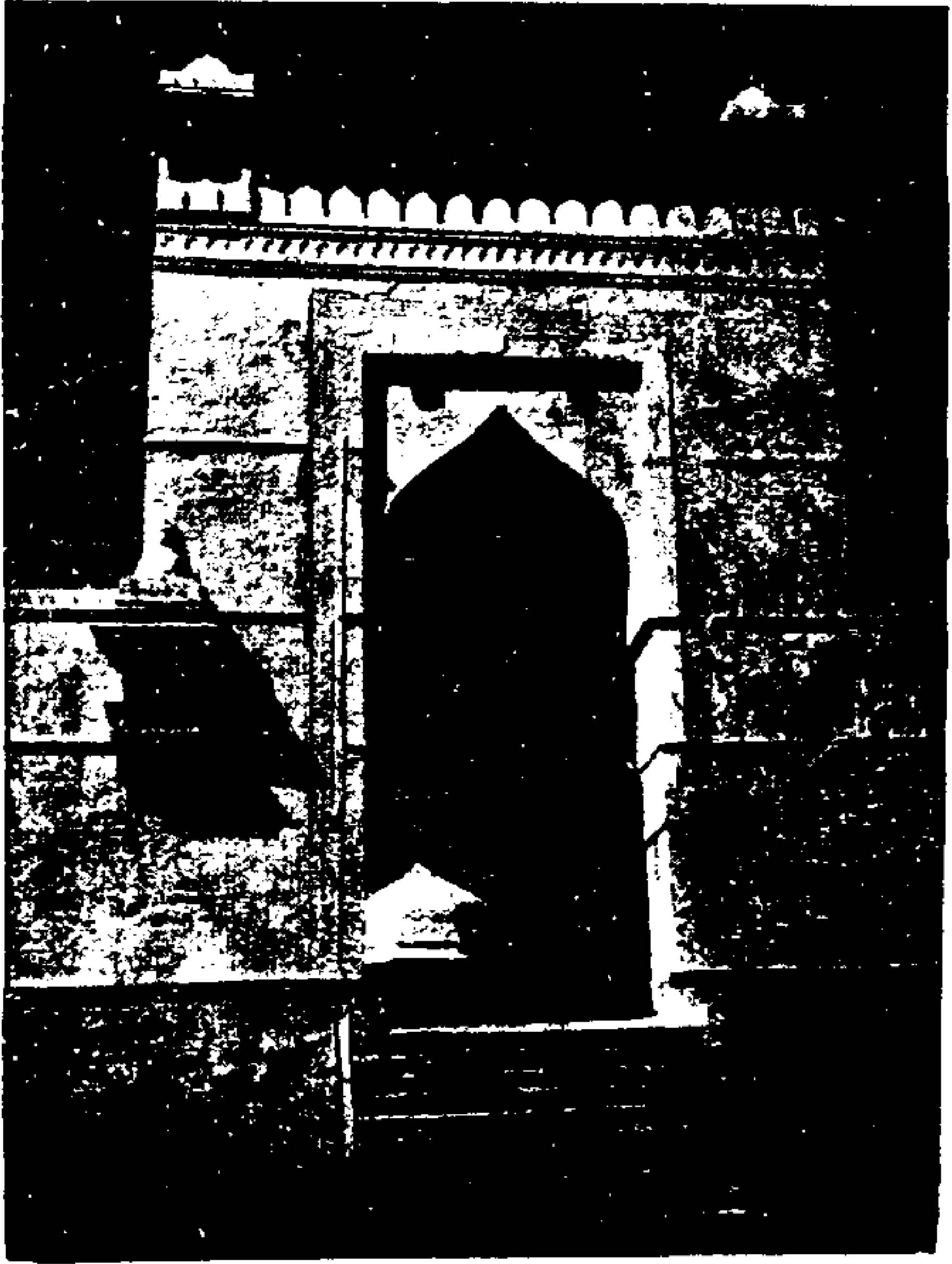
(از مخبر التواہین)

درگاہِ معلیٰ حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز

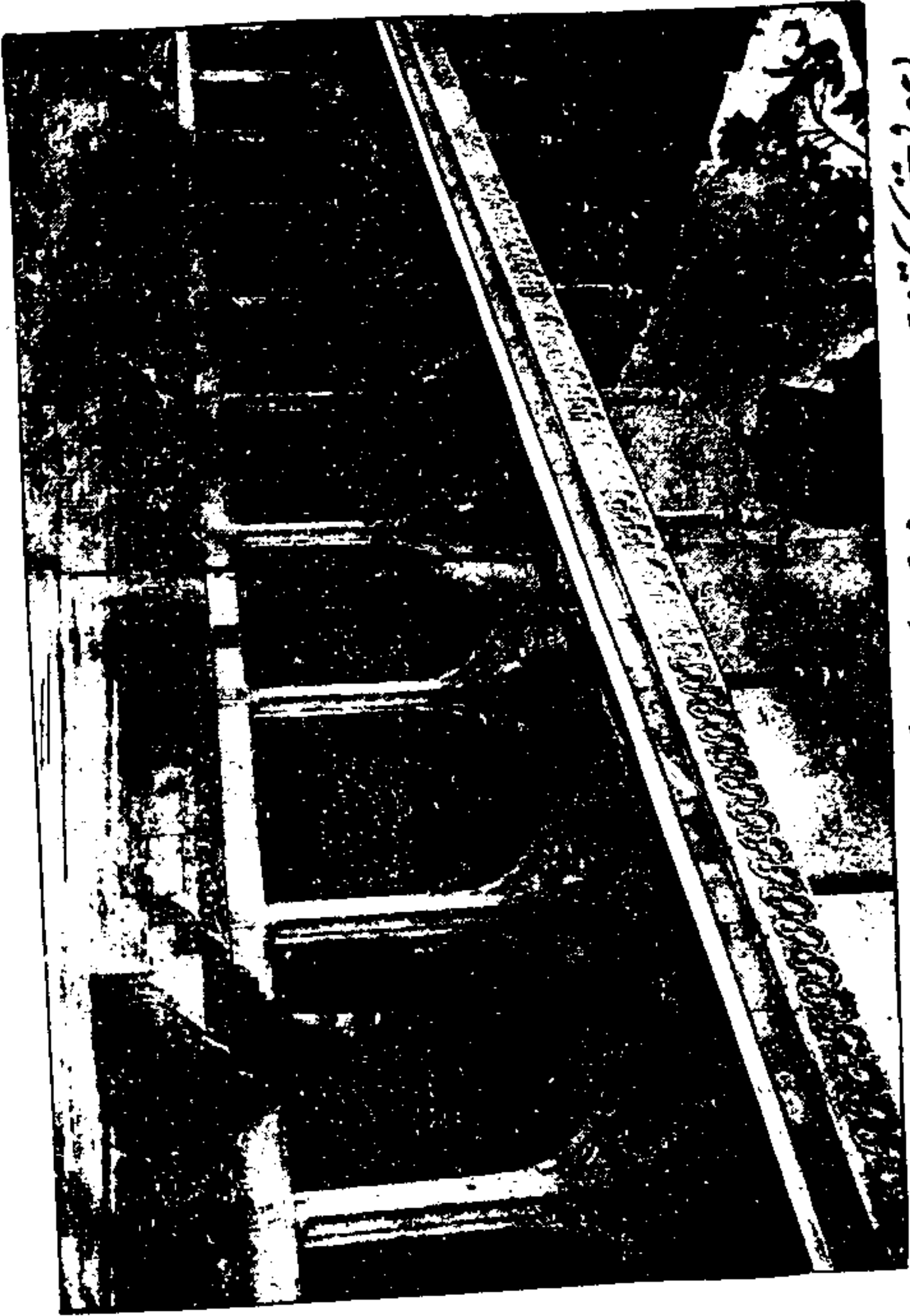


در اجمیر شریف ہند

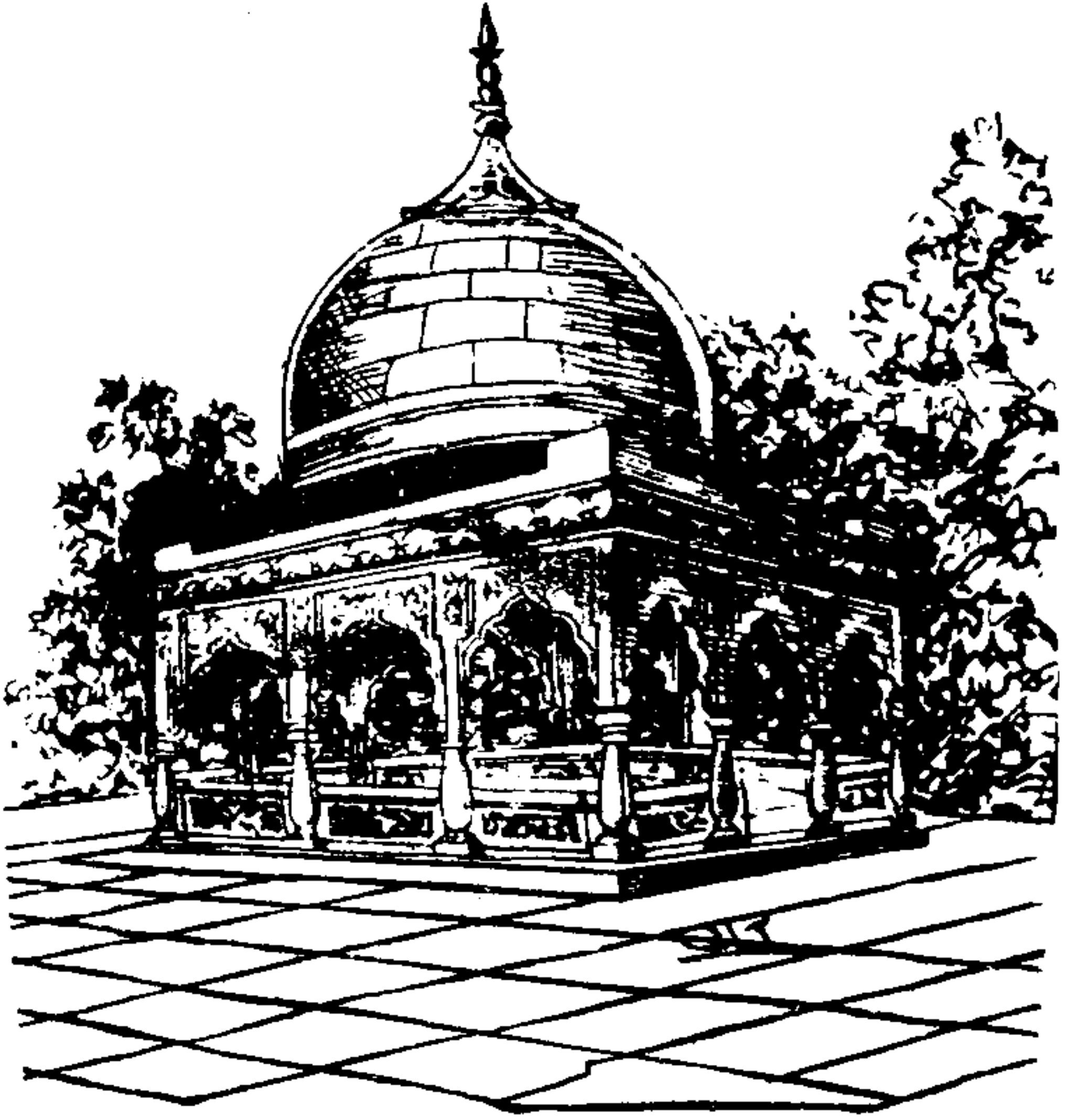
”بلندروازہ“ درگاہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ



جامع مسجدنا بہرائی اندرون درگاہ غریب نواز (در اجمیر شریف ہند)

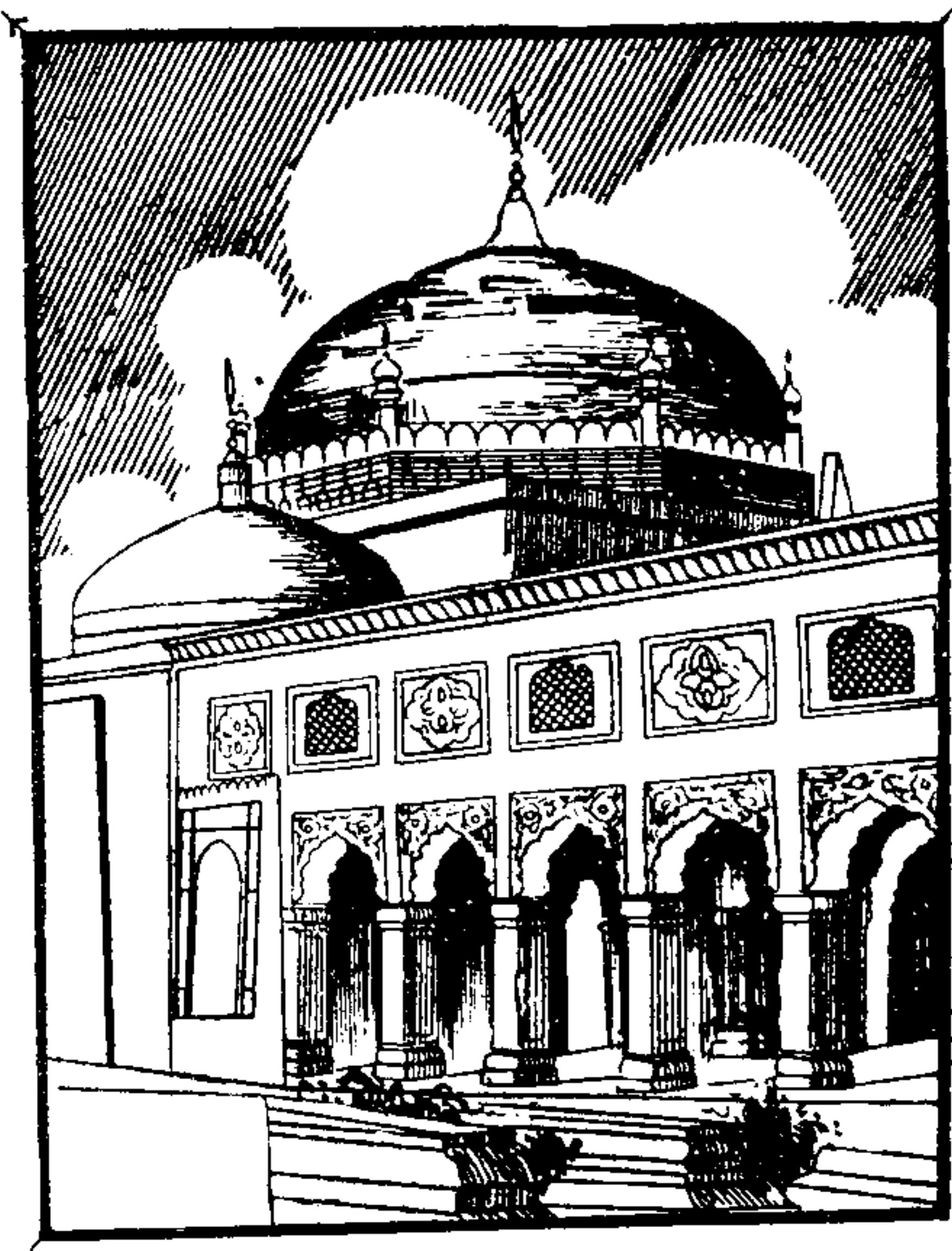


مزار فیض انسا
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کالی قدس الشرف



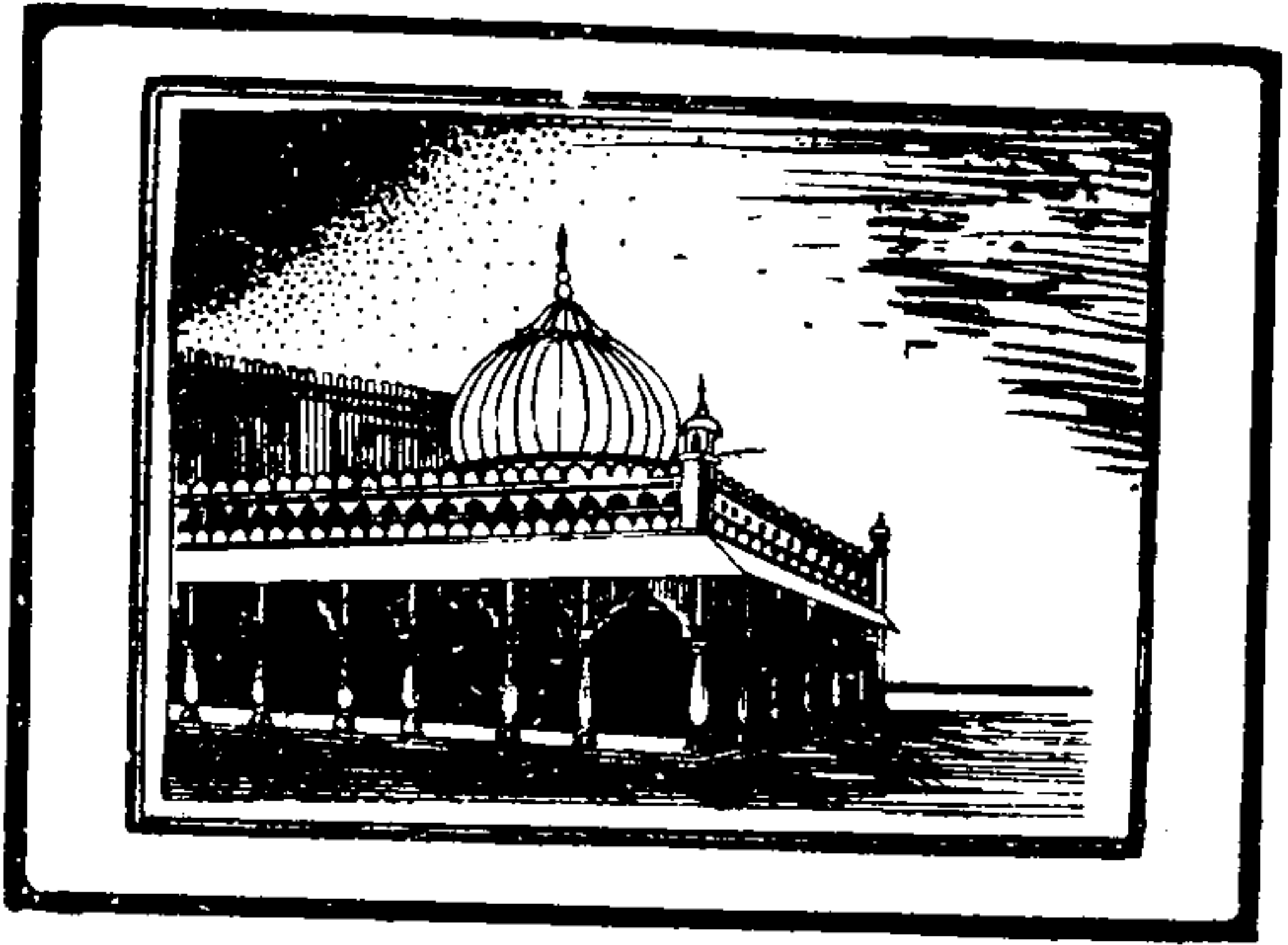
در دہلی دہند

مزار فیض اثاس
حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ



در پٹن مغربی پاکستان،

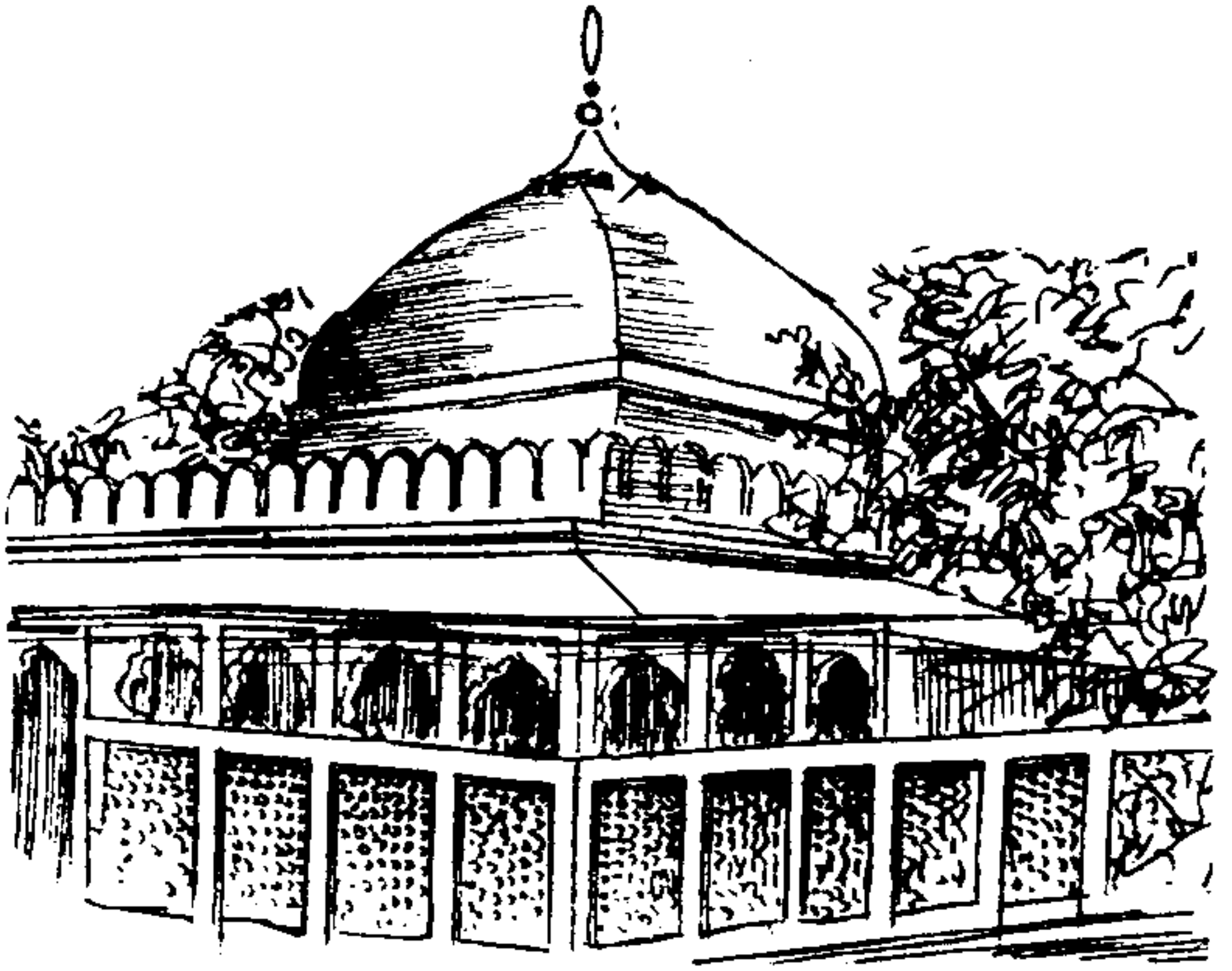
مزارِ پُرانوار
حضرت خواجہ نظام الدین سلطان الاولیاء قدس سرہ



دردہلی (ہند)

مَزارِ مَبَارَكِ

حضرت خواجہ امیر خسرو سلطان الشعراء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



درود ملی دہند



مقبرہ جہاں آرا، یکم بنت شاہ جہاں بادشاہ ہند

در دہلی (ہند)

